18
43

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

اسلامی اقدار کا نقیب!

نگرانِ اعلیٰ:
حضرت مولانا مفتی محمود

“جب تک ہمارا نصاب تعلیم ہمارے نظریہ حیات ہماری روایات اور ہماری ثقافت کو مدِ نظر رکھ کر ترتیب نہیں دیا جاتا اس وقت تک ہم اچھے مسلمان تو کجا اچھے پاکستانی بھی نہیں پیدا کر سکیں گے”

مفکرِ اسلام مولانا مفتی محمود مدظلہٗ

مقتل کو سجانے کے لیے

راحت و لذّت و عشرت ہے زمانے کے لیے
رہ گئے ہم تو فقط غم ہی اٹھانے کے لیے

تو نے اے گردش دوراں کبھی سوچا ہی نہیں!
اور بھی گھر ہیں یہاں تیرے ٹھکانے کے لیے

بلبلیں چھوڑ چکیں کب سے گلستاں اپنا!
رہ گئے زاغ و زغن شور مچانے کے لیے

کیوں تہیہ کیے بیٹھا ہے نہ جانے "مالی"
"چار تنکوں" میں بھی اب آگ لگانے کے لیے

خار کو پھول کہوں، ہو نہیں سکتا مجھ سے
سینہ موجود ہے صیاد نشانے کے لیے

وہ جو کہتے تھے گرا دیں گے فصیل نفرت
آج سرگرم ہیں نفرت ہی بڑھانے کے لیے

در و دیوار سے آتی ہیں صدائیں پیہم!
اہل دل ہے کوئی؟ مقتل کو سجانے کے لیے

اپنا یہ حال کہ اب غم ہی مداوا ہے ندیم
آپ آتے ہیں غم زیست بٹانے کے لیے

شہر ویرانوں میں تبدیل نہ ہو جائیں کہیں!
لوگ بے تاب ہیں محلوں کو گرانے کے لیے

پاسباں ہوش میں آئے تو کوئی بات کرے
کوئی تدبیر کریں اس کو جگانے کے لیے

دخترِ رز سے اُنہیں اب کہاں فرصت اکرامؔ؟
وہ جو نکلے تھے غریبوں کو بسانے کے لیے

اکرام القادری

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۴۳
جمعۃ المبارک [illegible] ۲ ذی قعدہ [illegible]

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

رئیس الادارہ
اکرام القادری

مجلس ادارت
مولانا سعید احمد رائے پوری
سید مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

★★

بدل اشتراک
سالانہ ——— ۳۸ روپے
ششماہی ——— ۱۹ روپے
سہ ماہی ——— ۹/۵۰ روپے
فی پرچہ
۷۵ پیسے

[illegible] پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

اداریہ

اکرام القادری

"نیشنل عوامی پارٹی"

نیشنل عوامی پارٹی پر پابندی لگانے اور اس کے مرکزی و صوبائی رہنماؤں کی وسیع پیمانے پر گرفتاریوں کے بعد حکومت نے جو ریفرنس اور دستاویزات سپریم کورٹ میں پیش کی تھیں۔ ان کی روشنی میں سپریم کورٹ کے فل بنچ نے حکومت کے مؤقف کی توثیق کر دی ہے۔ سپریم کورٹ کے متفقہ فیصلے کا ماحصل یہ ہے کہ نیشنل عوامی پارٹی اپنے یوم تاسیس سے ہی ملکی سالمیت اور بقا کے منافی سرگرمیوں میں ملوث تھی۔ مزید برآں یہ کہ اس کے لیڈروں نے پاکستان کے وجود کو "دل" سے تسلیم نہیں کیا تھا۔

فل بنچ کے معزز ارکان نے اپنے فیصلہ میں واضح طور پر اس امر کا اظہار کیا ہے کہ فیصلہ کی بنیاد و اساس وہ دستاویزات اور شہادتیں ہیں جو حکومت نے اپنے موقف کی تائید میں پیش کی ہیں۔ فیصلہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ نیشنل عوامی پارٹی نے ریفرنس کے جواب کے طور پر جو بیانات عدالت کو مہیا کیے ہیں ان کی توثیق و تائید کے لیے ثبوت کا بار گراں بھی نیشنل عوامی پارٹی کو اٹھانا چاہیے تھا۔

نیشنل عوامی پارٹی کے رہنما خان عبد الولی خان نے مقدمہ کی ابتدا ہی میں مقدمے کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا تھا۔ اس سلسلے میں ان کا مؤقف یہ تھا کہ انہیں اور ان کی پارٹی کے دیگر ارکان کو کم از کم ضمانت پر رہا کر دیا جائے۔ تاکہ وہ اپنے مؤقف کی تائید و حمایت میں دلائل مہیا کر سکیں۔ ابتدا میں انہیں شکوہ تھا کہ ان کی پارٹی کے تمام دفاتر سر بمہر کر دیئے گئے ہیں۔ دفتری ریکارڈ حکومت نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔ لہذا اس صورت میں وہ اپنی حب الوطنی یا بریت کے سلسلے میں کیسے ثبوت فراہم کر سکتے ہیں۔ عبد الولی خان نے عدالتِ عالیہ سے یہ بھی درخواست کی تھی کہ نیشنل عوامی پارٹی ایک غریب جماعت ہونے کی وجہ سے مقدمہ کے گراں بار اخراجات برداشت کرنے کی متحمل نہیں ہو سکتی حکومت کو چاہیے کہ وہ ان کے وکلاء کے اخراجات بھی برداشت کرے، مگر ایسا نہ ہو سکا۔

اگر عبد الولی خان عدالتی کاروائی کے بائیکاٹ میں عجلت سے کام نہ لیتے، یا حکومت ان کے جائز مطالبات ممکنہ حد تک تسلیم کر لیتی تو فریقِ ثانی کے دلائل کی موجودگی میں عدالتِ عالیہ کے قابل احترام ججز حضرات کیلیے دو طرفہ دلائل کی روشنی میں وسیع تر بنیادوں پر غور و فکر کی مزید راہیں کشادہ ہوتیں، مگر افسوس کہ نہ تو حکومت نے ہی اپنے رویہ میں لچک پیدا کی اور نہ خان عبد الولی خان ہی اپنی راہ سے ہٹے۔

اس سلسلے کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ حکومتی حلقوں کے ذمہ دار افراد کی طرف سے غیر ذمہ دارانہ قسم کی بیان بازی کی جا رہی ہے۔ خود وزیر اعظم بھٹو نے بھی اپنی نشری تقریر میں اپنے "مقام" و "منصب" کو فراموش کر کے باتیں کی ہیں۔

یہ درست ہے کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ ان کے اقدام کی تائید میں ہوا ہے، مگر کیا وہ ان تمام واقعات کو یکسر فراموش کر چکے ہیں جو ان کے دور اقتدار میں ہوئے ہیں۔ کیا انہوں نے اپنے اقتدار کا آغاز نیشنل عوامی پارٹی پر لگائی گئی پابندی کو کالعدم قرار دے کر نہیں کیا تھا۔ کیا انہوں نے "نیپ" کے دو صوبوں میں حکومت بنانے کا معاہدہ نہیں کیا تھا؟۔ کیا وہ مرکز میں نیپ کو دو اہم وزارتوں کی پیش کش نہیں کرتے رہے۔ بقول ولی خان کیا وہ نیپ کے سربراہ کو ملک کی صدارت کے لیے رضامند

نہیں کرتے رہے۔ بعض مبینہ اطلاعات کے مطابق کیا محترم بھٹو صاحب نیپ کے سربراہوں سے ان کی نظربندی کے دوران خفیہ ملاقاتیں نہیں کرتے رہے۔

ان تمام حقائق و واقعات کے جواب میں بھٹو صاحب فرماتے ہیں کہ اس وقت ہم نیپ کو ایک اور موقعہ فراہم کرنا چاہتے تھے کہ وہ راہ راست پر آجائے۔ بھٹو صاحب نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نیپ کی حامی غیر ملکی طاقتوں سے بھی خائف تھے۔ ہمارے نزدیک جناب بھٹو کی یہ منطق ایسی ہے جس سے وہ خود بھی مطمئن نہیں اور انہوں نے یہ سب کچھ وزنِ بیت کے طور پر فرمایا ہے۔

بھٹو صاحب کی اس درازنفسی کا مطلب اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ خدانخواستہ اگر آج بھی کسی جماعت کی سرپرستی کوئی غیر ملکی طاقت کرے تو وہ غیر ملکی طاقت کے خوف و دہشت کی وجہ سے اس غدار وطن جماعت کو حلیف و معاہد بنالیں گے۔؟

ناطقہ سربگریباں ہے اسے کیا کہیے۔

اس سلسلے میں ہمارا دردمندانہ اور مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ بڑے بول بولنے اور غیر ذمہ دارانہ بیان بازی کرنے کی بجائے ماہرینِ قانون کی رائے کو ترجیح ہونی چاہیے۔ اس سے پہلے بھی اس نوع کی طفلانہ تعلّیوں سے ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہونچا ہے اور آئندہ بھی اگر موجودہ روش پر حکمران طبقہ نے نظر ثانی نہ کی تو ملک و قوم کو نقصان پہونچنے کا احتمال و امکان ہے۔

ع: شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

شائقین علوم دینیہ کے لیے:

خوش خبری!

شائقین علوم دینیہ کو خوش خبری دی جاتی ہے کہ مدرسہ دارالعلوم ربانیہ مری میں امسال شعبہ درس نظامی کے لیے ماہر علوم اسلامیہ حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب فاضل مدرسہ خیر المدارس ملتان اور شعبہ حفظ کے لیے ماہر قرآن حکیم جناب قاری سیف عباسی کی خدمات حاصل کرلی گئیں ہیں۔ کتب درس نظامی ابتدائی درجے سے لے کر مشکوٰۃ شریف تک پڑھائی جائیں گی۔ داخلہ ۳۰ شوال تک جاری رہے گا۔ طلبا کو دارالعلوم کی طرف سے تمام سہولتیں، خوراک، رہائش، صابن، بستر اور معقول وظیفہ دیا جائے گا۔ خواہشمند طلبا جلد از جلد داخلہ لے لیں۔ مخیر حضرات سے التماس ہے کہ اپنے صدقات زکوٰۃ وغیرہ سے دارالعلوم کی اعانت کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

الداعی: **قاری محمد اسد اللہ عباسی** مہتمم دارالعلوم ربانیہ جامع مسجد حنفیہ شرقیہ لوئر بازار مری

اہم کتابیں اور رعایتی قیمتیں!

	قیمت :	
مرقاۃ عربی شرح مشکوٰۃ از ملا علی قاریؒ کاغذ آرٹ، طباعت جدید ٹائپ کامل ۱۱ جلدیں مع مقدمہ غیر مجلد۔	۴۲۵/-	روپے۔
تفسیر رُوح المعانی عربی از علامہ آلوسی بغدادیؒ کامل ۱۵ جلد غیر مجلد طباعت عکس مصری۔	کاغذ آرٹ ۵۵۰/- کاغذ گلیز ۴۰۰/-	روپے روپے
الجوہرۃ النیرہ عربی شرح قدوری۔ طباعت عکس مصری کامل ۲ جلد	۴۰/-	روپے
مراقی الفلاح عربی شرح نورالایضاح طباعت جدید ٹائپ کاغذ گلیز	۱۴/-	روپے
اسلام کا اقتصادی نظام مجلد از مولانا حفظ الرحمٰن رحؒ	۱۵/-	روپے
سیرت طیبہ مجلد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدس پر بہترین کتاب	۱۵/-	روپے
تبلیغی نصاب کامل مجلد، کاغذ، طباعت اور تصحیح میں اپنی مثال آپ!	۱۷/-	روپے
فضائل صدقات مع حج۔ مجلد، قلم جلی، کاغذ، طباعت بہترین۔	۱۹/-	روپے

مکتبہ امدادیہ، ٹی بی ہسپتال روڈ، ملتان شہر

تشنگان علوم دینیہ کے لیے

خوش خبری!

۱- امسال دارالعلوم تعلیم القرآن پلندری میں دورۂ حدیث کے لیے مشہور عالم دین حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب شیخ الحدیث کی خدمات حاصل کرلی گئیں ہیں۔ مولانا قبل ازیں پاکستان کی مشہور ترین دینی درس گاہ دارالعلوم کبیروالہ استاذ الحدیث رہ چکے ہیں۔ درس نظامی کے باقی درجوں کے لیے ماہر اساتذہ کرام کی خدمات حاصل ہیں۔ ۲- دارالعلوم پلندری کی سند کو محکمہ تعلیم حکومت آزاد کشمیر نے ایف۔ اے کا درجہ دیا ہے اور فارغ التحصیل علماء کی کالجوں میں تقرری کی جاتی ہے۔ ۳- موقوف علیہ اور دورۂ حدیث کے طلباء کو طعام وقیام کی سہولتوں کے علاوہ وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔ دارالعلوم ہذا میں داخلہ تیس شوال تک جاری رہے گا۔ تشنگان علوم دینیہ اور خاصکر آزاد کشمیر کے طلباء کے لیے سنہری موقع ہے کہ وہ دارالعلوم ہذا میں داخلہ لیکر استفادہ کریں۔ خواہشمند طلباء دارالعلوم آنے سے قبل ہی اپنی درخواستیں ارسال کردیں۔ درخواستیں اس پتہ پر بھیجیں۔

ناظم اعلیٰ دارالعلوم تعلیم القرآن پلندری پونچھ آزاد کشمیر۔

مشرق و مغرب

کی سیاست

مُرسلہ، ڈاکٹر احمد حسین کمال

جمالِ ناصر

ایک عظیم انسان، بے لوث محب وطن اور نڈر مجاہد!

ایک عرب شاعر نے مصر کے صدر ناصرؒ مرحوم کی موت پر ان الفاظ میں انہیں خراجِ عقیدت پیش کیا:

> "وہ نیل کی موجوں کی طرح بے تاب
> اور گہرا۔ صحرا کی ہوا کی طرح تند خو اور
> سرکش اور نخلستانوں کی طرح مہربان تھا۔
> اب وہ اسوان بند کی پائیداری
> نہر سویز کی ابدیّت اور قاہرہ کی
> عظمت میں ہمیشہ زندہ رہے
> گا — وہ مصر ہے اور اسی کا انقلابی
> پیغام عربوں کو جگاتا رہے گا"

آج عرب عوام کو صدر ناصر مرحوم اور ان کے پیغام سے جس قدر محبت ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ ایک بے لوث عوام دوست انقلابی قاید تھے۔ وہ نہ صرف عالمِ عرب کے بلکہ پوری جاگتی ہوئی تیسری دنیا کے لیڈر تھے اور آج ان کے نظریات کی صداقت، گہرائی اور ضرورت کا احساس پہلے سے کہیں زیادہ ہوگیا ہے۔ اگرچہ صدر ناصر مرحوم کے انتقال کو اسی سال ستمبر میں پانچ سال ہوتے ہیں، لیکن وہ نظریات اور اصول جن کی خاطر وہ زندگی بھر جد و جہد کرتے رہے اور اپنی جان دے دی ان کے ساتھ نہیں مرے۔ ان کے نظریات وقت گذرنے پر اب زیادہ توانا اور اہم نظر آتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ جمال ناصرؒ کا نام عالمِ عرب میں زیادہ ممتاز، محترم اور روشن ہوتا جارہا ہے مصر اور پوری عرب دنیا کی تحریکِ آزادی کے لیے ان کی سرگرمیوں کی لافانی اہمیت زیادہ واضح ہوگئی ہے۔ یہی سبب ہے کہ آج عرب دنیا کے کئی لیڈر اور خود مصر کے ترقی پسند حلقے ان کے اصولوں پر چلنے پر زور دے رہے ہیں۔

سابق نوآبادیوں اور محکوم اور نیم محکوم ملکوں کی بیداری اور سامراج سے گلو خلاصی کی جد و جہد نے اس عہد میں کئی قومی حریت پسند لیڈر پیدا کیے، لیکن جمال ناصرؒ کو شاید ان سب سے زیادہ کامیابی، اثر اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ نہ صرف عالمِ عرب میں بلکہ تیسری دنیا میں بھی اقتصادی آزادی اور خود کفالت کی جو قومی جد و جہد جاری ہے اس میں صدر ناصر مرحوم کی تعلیمات اور اصولوں کو بڑا دخل ہے۔ ان کے نظریات اور کارناموں کو وسیع تر سطح پر سوشلسٹ ملکوں میں بھی بڑے احترام سے دیکھا جاتا ہے۔ سامراج اور اسرائیلی جارحیّت کے خلاف ان کی سرفروشانہ جد و جہد عرب عوام اور خاص طور سے مصری عوام کی ترقی اور بیداری کے لیے ان کی خدمات، نیز مصر اور سوشلسٹ ملکوں کے درمیان دوستی کے لیے ان کی کوششوں کو بڑے احترام سے دیکھا جاتا ہے۔ ابھی حال میں سویت یونین میں ان کے بارے میں دو کتابیں شائع ہوئیں تھیں جو بہت مقبول ہوئیں اور جلد بک گئیں۔

جمال ناصر مرحوم کی قیادت میں مصری انقلاب نے عرب قوم پرستی کا جو شعلہ جوالہ روشن کیا اس کی چکا چوند آج بھی محسوس کی جارہی ہے۔ جولائی ۵۲ء میں جمال ناصر کی قیادت میں مصر میں انقلاب آیا اور شاہ فاروق اور ان کے تمام جاگیردارانہ اور سامراج کے تابع مفادات کا تختہ الٹ دیا گیا انقلاب کا یہ راستہ تضادات اور الجھنوں سے پُر تھا۔ اس وقت صدر ناصر کو یہ احساس ہوا کہ مصر میں انقلابی سماجی تبدیلیاں لانے کے لیے سامراجی اثرات کے خلاف طاقت ور ضرب لگانی ہوگی، فیصلہ کن اقدام کرنے ہونگے۔ اور سوشلسٹ ملکوں سے دوستی بڑھانی اور ان کی حمایت حاصل کرنا ہوگی۔ ایسے میں واقعی سوشلسٹ ممالک ہی ان کی مدد کو آگے آئے جب مصر کو سامراجی اثرات اور اقتصادی غلامی سے نکالنے کے لیے جمال ناصر نے فیصلہ کن اقدام کیے مثلاً نہر سوئیز کو قومی ملکیت قرار دیا تو سامراجی طاقتیں چیخ اٹھیں۔ انہوں نے یعنی اسرائیل فرانس اور برطانیہ نے مل کر مصر پر چڑھائی کردی۔ اس وقت سوشلسٹ ملکوں کی حمایت، فوجی امداد اور عربوں کی حمایت میں ان کی للکار نے ان سامراجی حملہ آوروں کو بری طرح پسپا اور بے عزت کردیا۔

نہر سوئیز مصر کی قومی ملکیت بن گئی۔ اس

باقی صفحہ ۹ پر

تلخ و شیریں

رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

تحریر : امجد علی شاکر بی اے بصیرپور

"حکومت ریلوے کارکنوں کے ریفرنڈم میں مداخلت نہیں کرے گی۔"

(ممتاز بھٹو)

ممتاز بھٹو کا یہ بیان مجھے تو الفاظ کی چیستاں معلوم ہوتا ہے۔ کیوں کہ اس کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ

ع وہی چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی سو اب بھی ہے۔

کیونکہ یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ پیپلز پارٹی بھی مداخلت نہیں کرے گی۔ اب اگر کسی ریفرنڈم میں حکومت مداخلت نہ کرے اور پیپلز پارٹی معہ اپنے جملہ وزراء کے اپنے وزیرانہ اور مقتدرانہ اختیارات سمیت ریفرنڈم میں مداخلت کرے تو نتیجہ وہیں کا وہیں رہے گا جہاں پہلے ہے۔ پیپلز پارٹی مقتدر پارٹی ہے اور اس کے رہنماؤں کو ایک کی بجائے کئی رخ ہیں اور کئی چہرے۔ ایک رخ اور چہرے سے کسی کے متعلق ایسا بیان دے دیا جو قصیدے کے ذیل میں آتا ہو تو دوسرے روز دوسرے چہرے سے اسی کے متعلق سودا اور چرکین کے لہجے میں کوئی بیان داغ دیا۔ جو ہجو کی صنف میں شاہکار حیثیت کا حامل ہو۔ اب اگر حکومت مداخلت نہ کرے اور وہ لوگ جو اشہب حکومت کے سوار بھی ہیں اور پیپلز پارٹی کے لیڈر بھی تو وہ پارٹی لیڈر شپ کی کلاہ سر پہ سجائے مداخلت کر لیں اور اس مداخلت کو پارٹی حیثیت سے مداخلت کرنا کہہ لیں تو ہم سوائے اس کے کیا کہہ سکتے ہیں کہ: ع رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی۔

"حکومت اشیائے صرف کی قیمتوں پر بے پناہ منافع کما رہی ہے۔"

(ایک بیان)

اگر حکومت بے پناہ منافع نہ کمائے تو چار چار لاکھ سے جلسے کیسے ترتیب پائیں ایک ہزار روپے کی کرسی کیسے بنے گی اور بھٹو صاحب جلسوں میں ہیلی کاپٹروں کے ذریعے کیسے پہونچیں گے؛ اور اگر یہ سب کچھ نہ ہوا تو بھٹو صاحب اپنے فن کا مظاہرہ کیونکر کریں گے جس فن کے سامنے بڑے بڑے فن کاروں کے چراغ گل ہو جائیں۔ اس سے ہماری بے رنگ زندگی میں کچھ رونق ہے۔ اسی روپے سے پیپلز پارٹی کے لیڈر پل رہے ہیں جو وہ ڈپوؤں کے ذریعے کماتے ہیں اگر وہ نہ کمائیں تو پیپلز پارٹی حکومت کیسے چلائے گی۔

"صوبائی عصبیت پھیلانے والوں کو ناکام بنا دیا جائے گا۔" (ایک بیان)

عصبیت اور نفرت ہمیشہ ظلم کی کوکھ سے جنم لیتی ہے۔ اگر یہ کوکھ بانجھ کر دی جائے تو صوبائی عصبیت اور نفرت اپنی موت آپ مر جائے، لیکن اگر ظلم کی کوکھ بانجھ کر دی جائے تو بیان دینے والے صاحب اور ان کے آقایان ولی نعمت کیسے عیش کریں گے۔

"انتخابات کالعدم قرار دینے کا مطالبہ"

(ایک خبر)

یہ مطالبہ جمعیت العلماء پاکستان کی ایک شاخ کے اجلاس میں کیا گیا ہے، لیکن اس مطالبہ کے پورے ہونے کی ایک فی صد کے ایک صد سے بھی کم امید ہے۔ اگر ان لوگوں نے انتخابات کے بعد ہی یہ مطالبہ کرنا تھا تو انتخابات میں حصہ ہی نہ لیتے۔ تاکہ انتخاب انتخاب کی جگہ نامزدگی کہلاتے اور اس کو کالعدم قرار دینے کے مطالبہ کی حیثیت کچھ مستحکم ہو جاتی اور دنیا بے انصافی کا مظاہرہ دیکھ سکتی۔

"ڈپٹی کمشنر نے راجن پور کے سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ کیا۔" (ایک خبر)

افسروں کا کام دورے کرنا ہے۔ یہ کوئی انوکھی خبر نہیں۔ رہا کوئی دوسرا ٹھوس کام کرنا تو یہ افسروں کا نہیں کلرکوں کا کام ہے، لیکن انہیں اس کام سے زیادہ پیٹ بھرنے کے کام کی تکمیل کی زیادہ فکر ہوتی ہے۔

سڑک کی تعمیر کا مطالبہ :

ایک بیان۔

حکومتی رہنماؤں کو بیانات کی تحریر، وعدوں کی تشہیر اور تقاریر کی ترتیب سے فرصت کہاں کہ وہ ایسے چھوٹے چھوٹے کاموں کی طرف توجہ دیں اور پھر انہیں کونسا ان سڑکوں سے گزرنا ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسے راستے ان کے آباد علاقوں اور گھروں کو نہیں جاتے۔ اگر ان کے راستے میں غیر تعمیر شدہ سڑکیں ہوتیں تو وہ ضرور تعمیر ہو چکی ہوتیں۔

"پیپلز پارٹی کا اجلاس انتشار کا شکار ہو گیا۔"

پیپلز پارٹی خود انتشار کا شکار ہو گئی ہے اجلاس میں انتشار بے حیثیت چیز ہے، البتہ پیپلز پارٹی آج کل انتشار کے لیے کافی زرخیز ثابت ہوئی ہے۔ ویسے پیپلز پارٹی اس معاملے میں پہلے روز ہی سے خود کفیل رہی ہے۔

مرسلہ: ظہیر احمد بورے والہ

چند تاریخی حقائق!

امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ بیگانوں کی نظر میں!

ہندوستان (متحدہ ہندو پاک) میں اٹھارھویں صدی کے اواخر اور انیسویں صدی کے اوائل میں حضرت امام شاہ ولی اللہؒ کی انقلابی جماعت کی قیادت حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کے ہاتھ میں تھی۔ اس جماعت نے ہند کو آزاد کرانے کے لیے انگریز کے خلاف جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت شیخ الہندؒ نے حضرت عبید اللہ سندھیؒ کو افغانستان بھیجا۔ اس زمانہ کے امیر حبیب اللہ خان افغانستان پر برائے نام حکمران تھے۔ اصل عملداری حکومت برطانیہ کی تھی۔ وہاں کا امیر کوئی بھی کام برطانوی سفیر کے مشورہ کے بغیر نہیں کر سکتا تھا۔

امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ فرماتے ہیں: "مجھے شیخ الہندؒ نے حکم فرمایا کہ تم کابل چلے جاؤ۔ کسی قسم کی کوئی ہدایت نہیں فرمائی کہ میں وہاں کیا کروں۔ جب وہاں پہنچا تو جا کر دیکھا کہ ایک منظم جماعت میری ہدایت کے انتظار میں موجود ہے۔ اس کی سرپرستی جرنیل سردار محمد نادر خان سپہ سالار کر رہے ہیں۔" (جرنیل محمد نادر خان متحدہ ہندو پاک میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے مرید تھے اور حضرت گنگوہیؒ امام شاہ ولی اللہؒ کی اس انقلابی جماعت کے اپنے زمانہ میں مرکزی شخصیت تھے) حضرت سندھیؒ نے فرمایا کہ غیر قانونی طور پر سرحد عبور کر کے افغانستان میں ہمارے داخل ہونے کی اطلاع انگریزوں نے امیر حبیب اللہ کو بھیج دی اور ساتھ ہی مشورہ دیا کہ عبید اللہ ہمارا دشمن ہے اس کو گرفتار کر لیا جائے۔ ایام اسیری میں شہزادہ (امیر امان اللہ خان) سے حضرت سندھیؒ کی کئی ملاقاتیں ہوئی۔ ان ملاقاتوں کا اہتمام جرنل محمد نادر خان نے ایک ہسپتال میں علاج کے بہانہ سے کیا تھا۔ پہلی ملاقاتوں میں شہزادہ (امان اللہ خان) نے حضرت سندھیؒ سے قرآن کی چند آیات سنیں۔ جس سے ان کے اندر انقلاب آ گیا۔ تیسری ملاقات میں شہزادہ بے صبر ہو گیا۔ قرآن کا نورانی انقلاب ان کا حال بن گیا۔ قیدی سے کہتے ہیں کہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں حکم فرمائیں؟

قیدی (حضرت سندھی) نے جواب دیا کہ "ہم آپ کو افغانستان کا بادشاہ بنانا چاہتے ہیں۔ اس وقت آپ کو ایک بادشاہ سمجھتے ہوئے آپ سے معاہدہ کرنا چاہتے ہیں" شہزادے نے جواب دیا کہ "میں والدہ محترمہ سے مشورہ کے بعد بتاؤں گا۔" چنانچہ اگلے روز والدہ ملکہ عالیہ کے مشورہ سے شہزادہ (امیر امان اللہ خان) نے مولانا عبید اللہ سندھیؒ کو وہاں اپنے قلم اور دستخطوں سے معاہدہ لکھ کر دیا۔ "ہم آپ کے حکم کے مطابق تخت نشینی کے بعد انگریز سے جنگ لڑیں گے اور آپ آج ہی ملک کے کمانڈر انچیف ہیں۔" یہ معاہدہ حضرت سندھیؒ نے جیل سے باہر کابل میں اپنی انقلابی پارٹی کو بھیج دیا۔ جو پہلے ہی سے موجود تھی۔ جس کی کوشش سے یہ سب کچھ ہوا۔ یہاں پر ایک بات قابل ذکر ہے کہ امیر حبیب اللہ خاں والئ افغانستان کے مرنے کے بعد تخت نشین ولی عہد عنائت اللہ خاں معین السلطنت نے بننا تھا۔ شہزادہ امیر امان اللہ خاں کی تخت نشینی کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ مگر حضرت عبید اللہ سندھیؒ نے جیل میں شہزادہ امیر امان اللہ خاں سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ ہم آپ کو افغانستان کا بادشاہ بنانا چاہتے ہیں۔ ایک بادشاہ کی حیثیت سے ہم آپ سے معاہدہ کریں گے۔

ادھر موسم سرما گزارنے کے لیے امراء نے تیاریاں شروع کر دیں۔ اپنی عادت کے مطابق ۱۹۱۸ء اور ۱۹۱۹ء کی موسم سرما گزارنے کے لیے امیر حبیب اللہ خاں جلال آباد تشریف لے گئے۔ سردار عنایت اللہ خاں ولیعہد اور نصر اللہ خاں نائب السلطنت اور سردار جرنیل محمد نادر خاں سپہ سالار اور مستوفی الممالک مرزا محمد حسین جس کو بعد میں امیر امان اللہ خاں نے قتل کرا دیا تھا۔ امیر حبیب اللہ کے ہمراہ تھا۔ ان دنوں حضرت عبید اللہ سندھیؒ مرزا محمد حسین کی زیر نگرانی قید میں تھے۔ انگریز کی خوشنودی کے لیے حضرت موصوف کو ناقابل برداشت تکالیف اور ایذا دینا اس کا وطیرہ بن چکا تھا۔ اسی لیے حضرت عبید اللہ سندھیؒ کو بھی اپنے ہمراہ جلال آباد لے گیا۔ ۲ فروری

۱۹۱۹ء کی رات جلال آباد میں خیمہ کے اندر امیر حبیب اللہ خاں کو کسی نے قتل کر دیا۔ ولیعہد سردار عنایت اللہ خاں نے اپنے چچا نصر اللہ خاں کے حق میں تخت سے دستبردار ہو کر اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ نصر اللہ خاں نے جلال آباد میں اپنی تخت نشینی کا اعلان کر دیا۔ سردار محمد نادر خاں سپہ سالار کو اس جرم میں گرفتار کر لیا گیا کہ یہ امیر حبیب اللہ خاں کے قتل میں ملوث ہئے۔ اس کے رفقاء کو بھی پابند سلاسل کر دیا۔ ادھر شہزادہ امیر امان اللہ خاں جو کہ کابل کے گورنر تھے۔ ان کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے جلال آباد پر فوج کشی کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور اپنی تخت نشینی کا اعلان کر دیا۔ نیز جرنیل محمد نادر خاں بمعہ اس کے رفقاء کے رہا کر دیا۔ جشنِ تاجپوشی کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے حضرت عبید اللہ سندھیؒ سے مخاطب ہو کر اپنے جیل والے معاہدہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امیر امان اللہ خاں نے کہا: "مَن ہموں ہستم"۔ یعنی میں وہی ہوں۔ اسی تقریب میں حکومتِ برطانیہ کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا گیا۔ اس جنگ کو کامیاب بنانے کے لیے حضرت عبید اللہ سندھیؒ نے کابل میں "حکومت موقتہ ہند" قائم کی اور خود انہیں وزیرِ ہند منتخب کیا گیا۔ کابل میں ایک کانگریس کمیٹی قائم کی اور مولانا سندھیؒ اس کے صدر چُنے گئے۔ اس کانگریس کمیٹی کا الحاق "انڈین نیشنل کانگریس" سے کیا گیا۔ "سیشن" میں ڈاکٹر انصاری مرحوم کی کوششوں سے منظور ہوا۔ حضرت سندھیؒ نے علماء کابل سے ایک فتویٰ حاصل کیا۔ جس کا متن تھا کہ "آئندہ سے ہند کی ہمسایہ قوم ہندو کے احترام کے پیش نظر افغانستان میں گاؤ کشی ممنوع قرار دی جاتی ہے۔" اس کا منطقی نتیجہ یہ نکلا کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے امیر امان اللہ خاں کو اپنا بادشاہ تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا۔

اس فتویٰ کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ کانگریس کمیٹی کابل مرکزی کمیٹی بن گئی۔ جس کے صدر امامِ انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ بنے۔ اب حضرت سندھیؒ نے صدر مرکزی کانگریس کمیٹی اور "حکومت موقتہ ہند" کے وزیرِ ہند کی حیثیت سے اس وقت کی حکومتِ روس کے بادشاہ زارِ روس سے حکومت برطانیہ کے خلاف جنگ لڑنے کے لیے اسلحہ حاصل کیا۔ یہ معاہدہ جو کہ حضرت سندھیؒ کے نام سے موجود ہے تاریخ میں یہ معاہدہ سونے کی پٹڑی کے نام سے مشہور ہئے۔ ریشمی کپڑے پر بنتی ہیں

حضرت سندھیؒ نے ہند میں جنگی مراکز کو ایک خط لکھا۔ سندھ میں امروٹ شریف، بہاول پور میں دین پور شریف، پنجاب میں لاہور، یو۔ پی میں دہلی اور دیوبند میں ریشمی رومال والا خط بھیجا گیا۔ اس میں تحریر تھا کہ فلاں تاریخ کو افغانستان سے ہند کی سرحد پر ہم انگریزی حکومت پر حملہ کریں گے۔ اس تاریخ کو آپ ہند میں بغاوت کر دیں۔ یہ سازش پکڑی گئی۔ تاریخ میں یہ واقعات "تحریک ریشمی خطوط" کے مشہور نام سے آج بھی موجود ہیں۔ انقلابی جماعت کی اس جدوجہد آزادی کو ناکام بنانے کے لیے پنجاب کے نام نہاد "تقدس مآب" پیروں اور بدطینت صفت "علماء" کچھ گرہجوبیٹ مل کر امیر امان اللہ خاں کے پاس جا کر کہا کہ عبید اللہ سندھیؒ "کافر" ہیں (نعوذ باللہ) اور انگریز "ظل اللہ" (حکومتِ برطانیہ اللہ کا سایہ) ہئے۔ یہ خرافات سُن کر امیر کابل نے ان سب کے سر قلم کر دیئے۔ خس کم جہاں پاک۔ ان سب مشکلات اور لاتعداد رکاوٹوں کے باوجود کابل کی یہ جنگ حضرت سندھیؒ کی زیرِ کمان لڑی گئی۔

اس جنگ کے اختتام پر صلح کی شرائط حضرت عبید اللہ سندھیؒ نے لکھیں۔ یہ کڑی شرائط تھیں۔ امیر کابل کو ان کے ماننے میں تامّل تھا مگر چونکہ حضرت سندھیؒ سے امیر کابل کو غائت درجہ کا احترام تھا۔ چنانچہ بعد میں وہ متفق ہو گیا۔ ان شرائط میں نمایاں شرائط یہ تھیں: "آج سے کابل حکومت آزاد ہے اور ہندوستان کو پچیس سال کے اندر اندر آزاد کر دیا جائے گا یہ آزادی مرحلہ وار ہو گی۔ پہلے "ڈومینن سٹیٹ" کے درجہ پر۔ دوسرے مرحلہ میں "ہوم رول" آخر میں "مکمل آزادی" دی جائے گی۔" مسٹر ہمفرے (نمائندہ حکومت برطانیہ) نے معاہدہ پر دستخط کرتے ہوئے کہا کہ ہم امیر کابل سے نہیں یہ معاہدہ عبید اللہ سندھیؒ سے کر رہے ہیں۔" مسٹر ہمفرے سفیر برطانیہ متعینہ کابل نے یہ بھی کہا کہ یہ فتح حکومت افغانیہ کی نہیں مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی ہئے

ملک کا سیاستدان طبقہ اچھی طرح سے یہ جانتا ہے کہ ہند کو حکومتِ برطانیہ نے مولانا عبید اللہ سندھیؒ سے کئے گئے وعدے کی رو سے ہی تین مراحل میں آزادی دی تھی۔ ہمارے ملک کے اکثر اہلِ علم دانستہ یا نادانستہ طور پر اپنے تاریخ ساز لیڈروں کا نام لیتے ہوئے شرم محسوس کرتے ہیں۔ جب کہ بیرونِ ممالک کے بادشاہ اور لیڈر حضرات ہمارے ان قائدین کا نام لے کر فخر محسوس کرتے ہیں۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ کی وفات پر کابل میں امیر امان اللہ خاں نے ایک تعزیتی مجلس کا اہتمام کیا۔ اس میں حضرت عبید اللہ سندھیؒ نے ان کے استادِ محترم کی تعزیت کرتے ہوئے یہ فقرہ تین مرتبہ دہرایا جس کو مؤرخین نے جوں کا توں نقل کیا ہے۔ امیر امان اللہ خاں نے کہا تھا "محمود الحسن یک کار را شروع کردند، من او را پورا میکنم۔" یعنی حضرت شیخ الہند نے جس کام کو شروع کیا تھا میں اس کو پورا کروں گا۔ اس سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ امیر امان اللہ خاں یہ سمجھتے تھے کہ حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت سندھیؒ کے ان پر اس قدر احسانات ہیں جن کی بنا پر وہ اپنے آپ کو اس جماعت کا ایک رکن کہنے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں جرمن لیڈر پر بھی ان کی عظمت کا گہرا اثر تھا۔ سنہ ۱۹۵۸ء میں ایوب خاں کے فوجی انقلاب کے دور میں جرمن کا ایک مشن پاکستان میں آیا۔ اس میں ایک افسر ایسا تھا جو حضرت سندھیؒ کے ساتھ کابل میں کام کر چکا تھا۔ اس نے ایبٹ آباد نے حضرت سندھیؒ کے متعلق دریافت کیا۔ جب انہیں یہ پتہ چلا کہ حضرت سندھیؒ کا مزار بھارت میں نہیں بلکہ یہاں دین پور میں ہے تو حضرت سندھیؒ کے مزار پر پہنچے۔ مزار پر اعلیٰ اعزاز سے اظہار عقیدت کیا۔ ننگے سر کھڑے رہے۔ واپسی پر ان جرمن آفیسر نے حضرت سندھیؒ سے مل کر کابل میں کام کرنے کی چند باتیں بتائیں۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ اگر یہ لیڈر ہمارے ملک میں فوت ہوتے تو ان کی لاش عجائب گھر میں رکھتے اور ملک کے سب سے بڑے چوک میں ان کا مجسمہ نصب کرتے۔ یہ اتنے عظیم لیڈر ہیں کہ غیر جرمن قوم ہوتے ہوئے ہمارے بہت سے جرمنی مسائل حل کر دیئے اور ان میں ہماری امداد کی۔" ان دنوں یہ واقعات پریس میں آگئے اور بہاولپور پریس کی توجہ دلانے پر اس وقت کے کمشنر بہاولپور مسرت حسین زبیری نے مزار تک "عبید اللہ روڈ" کے نام سے ایک سڑک تعمیر کرا دی۔ یہ تاریخی حقائق ہیں۔ ویسے بھی حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی "نقشِ حیات" "کابل میں سات دن" "علماء ہند کا شاندار ماضی" کے مصنفین کے تاریخی حوالہ جات کو آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ "آپ بیتی" کے مصنف ترکی کے رہنے والے ہیں۔ عہدہ کے لحاظ سے ترکی فوج کے ریٹائرڈ کیپٹن ہیں۔ جو کبھی کابل میں حضرت سندھی کے سیکرٹری رہ چکے ہیں۔ علاوہ ازیں "افغان نخر رو داد" اور "دولت کمیشن رپورٹ" کے مصنف انگریز ہیں۔ ان کو پڑھنے سے ملک کے اندر اور عالمی سطح پر حضرت سندھیؒ کے مقام سے شناسائی میں مدد مل سکتی ہے۔ اس کے علاوہ جو مواد وائسرائے ہند نے یہاں کی تحریک آزادی کے متعلق جمع کیا اور اس کو ایک راز کی شکل میں برٹش حکومت کو بھیجا۔ آج وہ راز ہائے سربستہ یقیناً تاریخی شکل اختیار کر چکے ہوں گے۔ شاید وہ برٹش میوزیم لندن کی لائبریری کو منتقل کر دیئے گئے ہوں گے۔ جو کہ جلد یا بدیر شائع ہوتے رہیں گے۔ اگر ہمارے ارباب اقتدار برٹش میوزیم سے رابطہ قائم کر کے وہ تاریخی مواد حاصل کریں تو ملک اور یہاں کی تاریخ پر بہت بڑا احسان ہوگا۔ اس سے ملک کی ایک اہم ضرورت پوری ہوگی اور پھر عالمی تاریخ میں حضرت سندھیؒ اور اپنے دیگر تاریخ ساز لیڈروں کا کیا کام ہے۔ اس کا اندازہ کرنا آسان ہو جائے گا۔ اور تاریخ بیان کرتے وقت ہم افراط و تفریط سے بچ سکیں گے۔

بقیہ: مشرق و مغرب کی سیاست

طرح اسوان بند کی تعمیر کے لیے بھی صدر ناصر مرحوم کو مغربی طاقتوں نے بری طرح زک پہنچائی۔ آخر ناصر نے سوویت یونین سے اس بارے میں کامیاب معاہدہ کیا اور اسوان بند بھی تعمیر ہوگیا۔

جمال ناصر مرحوم کے بڑے بڑے کارنامے یہ ہیں:

مصر سے پیر تسمہ پا اور عیاش بادشاہت کا خاتمہ، قدیم جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ اور فلاحین کی حالت سدھارنے کے لیے اصلاحات، مصری زمین سے انگریز فوجوں کی واپسی، نہر سوئیز کو قومی ملکیت قرار دینا، غیر ملکی بنکوں، کمپنیوں اور بیمہ فرموں کو قومی ملکیت میں لینا، زرعی اصلاحات، صنعتی اور اقتصادی ترقی کے لیے ٹھوس اقدام، مسلح افواج کی تنظیم نو اور اسوان بند کی تعمیر، مصر میں قومی انقلاب کا دوسرا مرحلہ جمال ناصر مرحوم کی قیادت میں سنہ ۶۱ء سے سنہ ۶۲ء تک جاری رہا۔ سنہ ۵۶ء میں سہ فریقی جارحیت کے بعد سنہ ۶۷ء میں پھر مصر کو اسرائیلی جارحیت نے نشانہ بنایا۔ اس وقت بھی روسی اسلحہ اور حمایت مصر کے لیے موجود تھی۔ اگرچہ مصر اسرائیلی سازشوں اور سامراجی چالوں کی وجہ سے اس جنگ میں پسپا رہا، لیکن اسے سیاسی اور اخلاقی فتح حاصل رہی۔ جمال ناصر نے انقلاب کا راستہ تبدیل نہ کرنے کا عزم کر لیا تھا۔ وہ اس پر مستقل مزاجی سے چلتے رہے۔ وہ عالم عرب کو متحد کرنے، اسے سامراجی ہتھکنڈوں سے نجات دلانے اور فلسطینی عوام کی آزاد مملکت کے قیام کے زبردست محرک

اردو اعظم

اگر آپ پاکستان میں
نظام شریعۃ
کا عملی نفاذ چاہتے ہیں تو جمعیۃ علماء اسلام کی رکنیت اختیار کر کے اسلامی نظام کی ترویج و اشاعت میں بھرپور حصہ لیں
رکنیت سازی کی مہم دسمبر کے آخر تک جاری رہے گی۔ آپ فوراً اپنے قریبی دفتر سے رابطہ قائم کریں۔
منجانب: اراکین جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفر گڑھ

مولانا محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ کا آخری خط

عزیز القدر سعید اختر ومتم بالعافیۃ وزادت معالیکم ومزایاکم ۔ تحیہ مسنونہ

افسانہ نہیں واقعہ ہے ! ——— ۱۸ رمضان پنجشنبہ کو دن گذار کر رات کو حافظ سادات[1] حسن نے اپنے محلے کی مسجد میں تراویح پڑھی ۔ بعد تراویح حافظ محمد صدیق صاحب جو حافظ صاحب کے داماد بھی ہیں ۔ ان کی نشستگاہ میں پہنچے جو صاحبان وہاں موجود تھے ان سے گفتگو کرتے رہے ۔ دفعۃً گلے میں خراش محسوس کیا ——— خیال کیا گیا کہ نزلہ ہے ۔ پھر کچھ اعضا میں کرب محسوس ہوا تو گھر کو چلے جو وہاں سے سو قدم کے فاصلے پر ہے ۔ مکان پر پہونچے تو اعضا کا کرب بڑھ گیا تھا ——— منیر سے ، پھر مزمل سے کہا زور سے بدن دباؤ ۔ پنکھا بھی تیز کرایا ۔ کچھ سکون ہوا ، مربہ کھایا ۔ پھر عزیزہ بٹیا سے پان کی فرمائش کی ۔ عزیزہ ...... بیّا نے پان منہ میں رکھا ۔ پھر چلنے کے لیے مڑی تو خرّاٹے کی آواز کان میں پڑی ، مُڑ کر دیکھا تو حافظ صاحب کی روح پرواز کر رہی تھی ۔ وہ خراٹا نزاعِ روح کا خراٹا تھا ——— یہ ½۱۱ بجے شب کا وقت تھا ۔ تقریباً ½۱۲ بجے دہلی فون پہونچ گیا ۔ احقر کو بعد مغرب بواسیر کا شدید دورہ ہو گیا تھا ۔ کمزوری بہت ہو گئی تھی ۔ مگر آخری کاموں میں شرکت کا جذبہ کمزوری پر غالب آگیا ۔ تمہاری والدہ میرے لیے بہتر رفیق ہوتی ہیں ۔ اس موقعہ پر ان کے علاوہ عزیزہ ننھی ، حافظ طاہر ، ان کے بھائی عزیزم احمد میاں سلمہٗ اس کے دو داماد اور لڑکیاں وغیرہ بھی ساتھ تھیں ۔ ۱۱ بجے مراد آباد پہونچے ۔ نماز جمعہ کے بعد نماز جنازہ ہوئی ۔ تقریباً ساڑھے بارہ بجے سپرد خاک کر دیے گئے ۔ رحمہ اللہ وغفرلہٗ ۔

اگلے روز احقر بھی دوسرے عزیزوں کے ساتھ واپس آگیا ۔ دورۂ بواسیر نے اس سفر میں سکون اختیار کیا ، مگر واپسی پر ایسی شدت سے استقبال کیا کہ احقر صاحب فراش ہو گیا ——— کل ۲۲ رمضان کو شدت رہی ۔ آج تخفیف ہے ، مگر کمزوری زیادہ ہو گئی اور پہلے حادثے کے بعد دوسرا حادثہ یہ ہے کہ ۲۳ رمضان کی دوپہر کو احقر کھانا کھانے پر مجبور ہے ۔ خدا کرے آپ سب بخیریت ہوں اور صحت وعافیت کے ساتھ رمضان کی برکتوں سے بہرہ یاب ہوتے ہوئے رمضان پورا کریں ۔ بھائی عقیل احمد صاحب کی وفات ۱۱ رمضان کو ہوئی تھی ۔ اس کی اطلاع پہلے دے چکا ہوں سب کو سب کی طرف سے درجہ بدرجہ سلام ودعا ——— دعاگو ومحتاج دعا : ——— **محمد میاں** ——— ۲۳ رمضان ۱۳۹۵ھ ———

[1] آخری گرامی نامہ کا اقتباس جو ۲۴ اکتوبر کو موصول ہوا ۔

" میرا کارڈ پہونچ چکا ہوگا جس میں حافظ سادات صاحب رحمہ اللہ کی وفات کی خبر تھی ، اٹھارہ انیس رمضان المبارک کی شب میں ساڑھے گیارہ بجے دفعۃً انتقال ہو گیا ۔ نماز جمعہ کے بعد نماز جنازہ اور تدفین عمل میں آئی ۔ نماز جنازہ میں اتنے آدمیوں نے شرکت کی کہ لوگوں کا خیال ہے کہ مولانا فخر الدین رحؒ صاحب کی نماز جنازہ میں بھی اتنے آدمی نہیں تھے ۔ لال باغ کی مسجد کے سامنے مولانا فخر الدین کی قبر کے برابر ان کو دفن کیا گیا ۔ مسجد کے دروازے سے تقریباً سات گز اور اپنے مکان سے تقریباً پچاس ——— اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت فرمائے آمین ———

اس گرامی نامہ کے آخر میں تحریر ہے :

ہاں عزیزم رشید میاں سلمہٗ سے گذارش ہے کہ یہ ...... وغیرہ محدثات میں سے ہے ۔ اپنے بزرگوں کے طریقے معلوم کرو اور انہیں پر عمل کرو

ایاکم[2] والمحدثات ۔ عضوا[3] علیھا بالنواجذ ۔ یہ تقشف[4] وتصلب نہیں ، بلکہ دین متین کو اصل خد وخال میں باقی رکھنے کی صورت یہی ہے ۔ اللہ تعالیٰ اتباع سلف کی توفیق بخشے ۔ یہی سعادتِ عظمیٰ ہے اور عالم دین کے لیے یہی حقیقی ترقی ۔ والسلام ۔

——— بندۂ ناتواں ، محتاج دعا : محمد میاں ، ۷ رشوال ۹۵ھ ۱۳ اکتوبر ۷۵ء

---

[1] حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب کے بہنوئی اور حضرت حاجی عابد حسین صاحب مہتمم اول دار العلوم دیوبند کے پوتے تھے ۔ رحمہ اللہ تعالیٰ ۔ [2] یعنی دین میں نئی ایجادات سے بچو ۔ [3] یعنی ان کو انتہائی مضبوطی سے پکڑے رہو ۔ [4] : یعنی خشک پنا اور خوامخواہ کی ہیبت اور ضد نہیں

مولانا امیر الزمان خان آزاد کشمیر

کشمیر اور کشمیریوں کا مستقبل؟

قرآئن اور حالات سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ریاست جموں وکشمیر کو تقسیم کرنے کی ایک بین الاقوامی سازش کو بتدریج پروان چڑھایا جا رہا ہے اور اس بات کا بھی امکان ہے کہ مستقبل قریب میں مسئلہ کشمیر کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کی خاطر اسے علاقائی تنازعہ کا درجہ دے کر پاک و ہند کے درمیان صلح کرائی جائے

پاکستان کے برسرِ اقتدار یا محروم اقتدار قائدین نے ہمیشہ تین مسئلوں کو اپنی سیاست کا مرکز و محور بنایا ہے۔

(۱)۔ پاکستان میں اسلامی آئین کی تدوین و نفاذ۔
(۲)۔ مہاجرین کی آباد کاری
(۳)۔ مسئلہ کشمیر کا حل۔

اب جب کہ مہاجرین کا مسئلہ تقریباً حل ہو چکا ہے تو صرف دو ہی بڑے اہم مسئلے باقی رہ جاتے ہیں۔ اسلامی آئین کے نفاذ کا مسئلہ پاکستان کی موت وحیات کا مسئلہ ہے نہ معلوم یہ مسئلہ کب حل ہو گا۔ پاکستان کے سیاسی لیڈر انتخابات کے دوران تو ضرور عوام سے اسلامی آئین نافذ کرنے کا پختہ وعدہ کرتے ہیں۔ لیکن آئے دن کامیاب ہونے والی جماعتوں میں سے کسی سے بھی برسر اقتدار آنے کے بعد اس کی طرف توجہ تک نہیں کی اور اگر کوئی جماعت صوبائی حد تک کامیاب ہو کر برسر اقتدار آئی تو سامراجی گماشتوں نے اسے طرح طرح کے مصائب و آلام سے دوچار کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ اور جب بھی پاکستان کے غیور عوام حکمران ٹولہ سے اسلامی آئین نافذ کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں تو اس وقت جان بوجھ کر ایسے حالات پیدا کر دیئے جاتے ہیں کہ عوام کا ان سے چھٹکارا حاصل کرنا ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ مسئلہ کشمیر کی بھی یہی حالت ہے کہ ہر جماعت اور پارٹی اقتدار سے پہلے یہی وعدہ کرتی ہے کہ اگر وہ کامیاب ہو گئی تو اوّلین فرصت میں مسئلہ کشمیر استصواب رائے اور حق خود ارادیت کے اصولوں پہ حل کیا جائے گا۔ حکومتوں کی حکومتیں تبدیل ہوئیں۔ کئی پارٹیاں اپوزیشن سے اٹھ کر برسر اقتدار آئیں اور اقتدار کا مزہ چکھ کر واپس اپوزیشن میں بھی چلی گئی ہیں لیکن مسئلہ کشمیر جوں کا توں ہے بلکہ موجودہ حکومت کے بعض اقدامات سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ مسئلہ کشمیر کو عملی طور پر ختم کر دیا گیا ہے اور اسے صوبائی درجہ دیا گیا ہے۔ چنانچہ آزاد کشمیر کے لیے سپریم کونسل کا قیام، کشمیریوں کیلئے قومی اسمبلی اور سینٹ میں نمائندگی دینے کی وزیر اعظم بھٹو کی طرف سے پیشکش، شملہ معاہدہ کی بعض دفعات اور آزاد کشمیر میں پاکستان کی سیاسی جماعتوں کا قیام یہ سب اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

یہ باتیں صرف ہم ہی نہیں کہتے بلکہ پاکستان کی سیاسی جماعتوں کے لیڈروں نے بھی انہیں خیالات کا اظہار کیا ہے۔ متحدہ جمہوری محاذ کے صدر پیر پگاڑو، قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود اور تحریک استقلال کے سربراہ ریٹائرڈ ائیر مارشل اصغر خاں اور اسی طرح شیخ عبداللہ کے فرزند ڈاکٹر فاروق عبداللہ نے شملہ معاہدہ اور کشمیر کونسل کے قیام پہ زبردست تنقید کی۔ جو اخبارات میں موجود ہے۔

ہماری سیاست کی یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم نے ہمیشہ وقتی مصلحتوں کے لیے اصولوں کا سودا کیا ہے اور یہ احساس تک نہیں کیا کہ ہماری اس سیاسی بد دیانتی پہ خلق خدا ہمیں کیا کہے گی۔ اور عالمی سیاست میں ہماری کتنی ذلت و رسوائی ہو گی۔ لیاقت نہرو معاہدہ کے بعد پاکستان کے حکمرانوں نے جتنے معاہدے کئے ہیں وہ سیاسی بے بصیرتی اور قومی تحقیر کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔

مسئلہ کشمیر کوئی علاقائی یا سرحدی تنازعہ نہیں ہے بلکہ کشمیری عوام کی آزادی اور حق خود ارادیت کا مسئلہ ہے۔ آج سے ۲۸ برس قبل اقوام متحدہ کی وساطت سے پاکستان، بھارت اور ساری دنیا نے اس اصول کو تسلیم کیا تھا کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ کشمیری عوام اپنی آزادانہ رائے سے کریں گے۔

اس طے شدہ اصول کے برعکس اگر کسی جماعت یا لیڈر نے ”اُدھر تم اِدھر ہم“ کے خوشنما، پر فریب اور دلکش عنوان کے ساتھ کوئی اور حل تلاش کیا تو اسے جلد یا بدیر صرف کشمیری عوام کا ہی نہیں بلکہ پاکستانی عوام کے غیظ و غضب کا بھی شکار ہونا پڑے گا۔ اور

اس ناپاک کوشش کو ناکام بنانے کیلئے پاکستانی عوام ہمارا پورا پورا ساتھ دیں گے۔ یہ بات ہم بار بار اس لیے دھراتے ہیں کہ قرآئن و حالات سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ برسراقتدار طبقہ کے یہاں مسئلہ کشمیر کی کوئی اہمیت اور قدر و منزلت نہیں ہے۔ لاہور میں اسلامی سربراہ کانفرنس، عراق میں تمام عالم اسلام کے علماء کی کانفرنس اور رباط میں تمام مسلم وزرائے خارجہ کی کانفرنس اور حال ہی میں مکہ میں مسجد کانفرنس میں مسلمان کے ہر قسم کے مصائب و مسائل زیر بحث آئے وہاں فلسطین اور قبرص کے مسلمانوں کے حالات پر بھی غور کیا گیا اور فلپائن اور اریٹریا کے مسلمانوں کی حالت زار کو پیش نظر رکھا۔ اگر ان تمام کانفرنسوں میں کسی خطہ یا خطہ کے باشندوں کو طاق نسیاں میں رکھا گیا ہے یا کوئی خطہ نمائندگی سے محروم رہا تو وہ صرف سرزمین کشمیراور اس کے باشندے ہیں۔

اگر برسراقتدار طبقہ نے کسی ایسی سازش میں پھنسنے کی غلطی کی جو تقسیم کشمیر کے منزادف ہو تو اس کے نتائج نہائت ہی سنگین ہوں گے۔ کیونکہ کشمیری مسلمانوں نے حق خودارادیت کے حصول کے لیے ماؤں بہنوں کے سہاگ اور عصمتوں کو ڈوگرہ کی بھینٹ چڑھایا ہے پاکستان کے اپوزیشن لیڈروں سے پرزور اپیل ہے کہ مسئلہ کشمیر کو مضبوط و مستحکم اور اس کی سابقہ حیثیت کو برقرار رکھنے کے لیے ہمارا ساتھ دیں۔

اس سلسلہ میں آزاد کشمیر کے ان لیڈروں پر افسوس ہے جنہوں نے کشمیر کونسل کے قیام پر رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے حکمران ٹولہ کے نظریہ پر یہ تصدیق ثبت کر دی تھی سب سے زیادہ حیرت کے۔ ایچ خورشید پر ہوتی ہے جو ہمیشہ خود مختار کشمیر کے دعویدار رہتے اور اچانک کشمیر کی صوبائی حیثیت پر اکتفا کر دیا۔ اس سلسلہ میں بنیادی کردار کے ایچ خورشید نے ادا کیا کہ قیوم دشمنی و عداوت کی وجہ سے، خود خورشید نے اپنے جماعتی افراد سے پیپلز پارٹی کی شاخیں قائم کرائی جو آج خود اس کے لیے دردسر بنی ہوئی ہیں۔

ترجمانِ اسلام
میں
اشتہارات
دیکر اپنی
تجارت
کو فروغ دیں

عدالتی فارموں کا مرکز
خصوصاً
ہمارے ہاں عدالتی فارم اور دینی
اصلاحی، تبلیغی کتب اور
تاج کمپنی کے عکسی قرآن مجید
بازار سے بارعایت خریدنے
کیلیے
ہماری خدمات حاصل کریں
پروپرائٹر:
عبدالستار مکتبہ رحیمیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

.... اور منا کھلکھلا پڑا؛
— کیوں ؟ —
ابّو کھلونے لائے؟ جی نہیں!
تو کیا: مٹھائی لائے؟ جی ہاں
فیروزپوری حلوائی کی مشہور عام خالص دیسی گھی سے تیار کردہ لذیذ وخوش ذائقہ مٹھائیاں کنبہ کے ہر فرد میں یکساں پسندیدہ
شادی بیاہ اور خوشی کے موقعوں پر
فیروزپوری کی مٹھائی آپکے اعلےٰ ذوق انتخاب کا بین ثبوت ہے۔
فیروزپوری کی مٹھائی — آپکی عزت افزائی۔
فیروزپوری حلوائی نزد کامران ہوٹل حرم گیٹ ملتان

اچھا دوست — اچھی کتابیں
اچھی کتابوں سے بہتر دوست دنیا میں
کوئی ہو سکتا ہے؟ — ہرگز نہیں!
تو بہترین — :
دینی، اصلاحی، تبلیغی اور درسی کتب کا
مطالعہ کیجیے — ایک کلام، ایک دام
تاجروں کیلیے خصوصی رعایت
مکتبہ رشیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

مدرسہ عربیہ حنفیہ مدنیہ العلوم رجسٹرڈ مسجد بوہڑ تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازیخان

مدرسہ ہذا ایک خالص دینی ادارہ ہے جس کی بنیاد شیخ التفسیر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سابق مہتمم مدرسہ قاسم العلوم کے اپنے دست مبارک سے رکھی تھی۔ جس میں کثیر التعداد مقامی و بیرونی طلباء زیر تعلیم ہیں۔ بیرونی طلباء کی بنیادی ضروریات کا مدرسہ کفیل ہے۔ قرآن مجید، حفظ و ناظرہ و کتب عربی و فارسی کی تعلیم کا مکمل انتظام ہے۔ باقاعدہ دار الفتاء بھی قائم ہے جس میں ملک بھر میں فتاوے جاری کیے جاتے ہیں۔ مدرسہ میں پانی کی شدید قلت کے باعث دستی پمپ لگوانے کی اشد ضرورت ہے۔ خرچ کا تخمینہ تقریباً چار ہزار روپیہ ہے۔

التماس مدرسہ مدینۃ العلوم کی جملہ ضروریات، صدقات، زکوٰۃ، خیرات، عطیات اور چرم ہائے قربانی سے پوری کی جاتی ہیں۔ مخیر حضرات سے التماس ہے کہ ہر قسم اعانت فرماکر اس صدقہ جاریہ میں حصہ لیں۔ : پتہ:

غلام حسن مہتمم مدرسہ عربیہ حنفیہ مدینۃ العلوم، جامع مسجد بوہڑ تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازیخان

رپورٹنگ : عمیر الھاشمی

محض عقیدت کی بنا پر جماعت میں شامل نہ ہوں!

قاید جمعیۃ مولانا مفتی محمودؒ کا نظام شریعت کنونشن گوجرانوالہ میں کارکنوں سے خصوصی خطاب ؛؛

اگر آپ اپنا محاسبہ کریں کہ ہم نے کیا کیا، ہم نے دین کی کیا خدمت کی؟ جمعیۃ علماء اسلام کے پروگرام کے مطابق کونسا عمل کیا۔ ہر ہفتہ یہ محاسبہ اپنے اوپر لازم کرلیں اور اپنی رپورٹ بالائی جمعیۃ کو دیں، اگر آپ ہفتہ کی رپورٹ بالائی جمعیۃ کو بھیجیں اور بالائی جمعیۃ بھی اپنے اوپر کی جماعت کو بھیجے تو آخر کچھ تو لکھنا ہوگا۔ کیونکہ جب یہ خیال ہوگا کہ مَیں نے رپورٹ پیش کرنی ہے تو کچھ نہ کچھ خدمت ضرور کرے گا، آپ کے نیک جذبات کے باوجود دوام موجود نہیں۔ آپ جذبات میں بہت کچھ کر لیتے ہیں مگر دوام حاصل نہیں۔

میری یہی گزارش ہے کہ جب آپ یہاں سے جائیں تو دن رات ایک کر کے جماعت کی خدمت کریں۔ اس سلسلے میں دو چیزیں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہُوں۔ ایک تو آپ کا اخبار ترجمانِ اسلام ہے ترجمان اسلام آپ کی جمعیۃ سے متعلق خبریں اور حالات مہیا کرتا ہے۔

> ”اگر کوئی شخص اپنے آپ کو جماعت کا رُکن سمجھتا ہے، لیکن ترجمان اسلام نہیں پڑھتا تو اس کی وابستگی انتہائی کمزور ہے۔ وہ شخص علی وجہ البصیرت جماعت کے ساتھ نہیں ہوتا، بلکہ علی وجہ العقیدت ہوتا ہے“

آپ محض عقیدت کی بنا پر جماعت میں شامل نہ ہوں، بلکہ عقیدت کے ساتھ بصیرت ملا کر جماعت سے وابستہ ہوں اور اگر آپ کوئی کمزوری محسوس کریں تو لکھیں کہ اس بات کو اس طرح نہیں، بلکہ ایسے ہونا چاہیے۔ آپ کے مشوہ کو جو معقول ہوگا، اِن شاء اللہ قبول کیا جائے گا۔

لیکن میں دیکھتا ہوں کہ جمعیۃ کا رکن ہونے کے باوجود اخبار (ترجمان اسلام) نہیں پڑھتے۔ اس طرح ان کو حالات کا صحیح علم نہیں ہوتا۔ اور جب کبھی ایک دو ماہ بعد مجھ سے یا کسی اور سے ملاقات ہوتی ہے تو پوچھتے ہیں کہ جماعت کا کیا حال ہے؟ اگر آپ نے جمعیت کا حال پوچھنا ہے تو آپ یہ اخبار جاری کرائیں اور اس کا مطالعہ کریں۔

> ”اس لیے مَیں آپ سے کہوں گا کہ آپ میں سے کوئی شخص بھی ترجمانِ اسلام پڑھے بغیر ہفتہ نہ گذارے“

اور یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ آپ لوگوں کی چائے کا ایک دن کا خرچ ترجمانِ اسلام کے ایک مہینہ کے بل کے برابر ہے۔ اس لیے آپ روحانی غذا حاصل کرنے کے لیے ایک مہینے میں ایک دن کے چائے کے بل کا اضافہ کر لیں۔ کیا آپ اس کے لیے تیار ہیں؟ (سب نے بیک آواز کہا کہ تیار ہیں) آپ دفتر ترجمان اسلام سے رابطہ قائم کریں اور اپنے نام رسالہ جاری کرائیں۔ ایک اور عجیب بات دیکھی وہ یہ کہ مَیں نے ترجمان اسلام کا رجسٹر حساب دیکھا تو وہ لوگ جو جمعیۃ سے وابستہ ہیں اور ترجمان اسلام کے ایجنسی ہولڈر ہیں ترجمان کے بل باقاعدگی سے ادا نہیں کرتے۔ ایک ایک آدمی کے ذمہ ایک ایک ہزار روپے بقایا ہیں۔ آپ بتائیں کہ اگر یہ غریب دینی پرچہ اتنا مقروض ہو جائے تو کیسے صحیح خدمت کر سکتا ہے؟ اور مَیں تو یہ سمجھا ہوں کہ پانچ فی صد ایجنٹ بمشکل باقاعدگی سے حساب ادا کرتے ہیں۔ آپ پرچہ خریدیں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ وہ پرچے جن کی بنیاد دین نہیں وہ آج کتنی ترقی کر رہے ہیں۔ اگر ملک میں کسی جگہ کوئی واقعہ رونما ہوتا ہے تو اس اخبار کا نمایندہ فوری طور پر وہاں پہونچتا ہے اور حالات و واقعات دیکھ دیکھ کر رپورٹ تیار کرتا ہے۔ اور پھر اپنے پرچے میں تازہ ترین صورتِ حال تصاویر پر مشتمل رپورٹ شائع کرتے ہیں۔ وہ ان نمائندوں پر ہزارہا روپیہ صرف کرتے ہیں۔ ان کے اخراجات برداشت ہوتے ہیں تب جا کر اُن کو تازہ ترین واقعات کی تفصیلات مہیا ہوتی ہیں، لیکن آپ کے ہاں عالم یہ ہے کہ اخبار بڑی مشکل سے چلتا ہے۔ قرضہ لے کر چلتا ہے، یہاں اتنی سکت بھی نہیں کہ تازہ معلومات کی تفصیلات کے لیے کوئی پیسہ خرچ کیا جا سکے۔

بجائے اس کے کہ آپ اس کے معاون ہوتے مگر آپ ترجمان کا بل بھی ہضم کر جاتے ہیں اور پھر یہ گلا بھی کرتے ہیں کہ مضامین اچھے نہیں ۔ ! مضامین تو جب اچھے ہوں، جب ان کے پاس فنڈ ہو۔ اس لیے آپ لوگ اس کے خریدار بنیں ۔ اور جو ایجنٹ حضرات ہیں مَیں ان سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے حسابات جلد از جلد صاف کرلیں ۔

اس کے علاوہ آپ جانتے ہیں کہ ملک بھر میں جمعیۃ علماء اسلام کی جدید ممبر سازی ہو رہی ہے ۔ فارم رکنیت کی کاپیاں آپ کو پہونچ چکی ہیں ۔

یہ وقت ہے کہ آپ گلی گلی، کوچہ کوچہ اور گھر گھر جاکر لوگوں کو اپنا ہمنوا بنائیں اور ممبر سازی کی ترغیب دیں ۔ یہ کام جلدی سے جلدی مکمل کریں تاکہ آپ کے ابتدائی انتخابات جلد مکمل ہوں اور پھر صوبائی اور مرکزی انتخابات ہوسکیں ۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس صورت حال میں جماعت کے معاونین میں اضافہ کریں گے ۔ اور جماعت کے پروگرام کی ترویج و اشاعت کا کام بھی سرانجام دیں گے ۔

میرے محترم دوستو ! آپ لوگو محض خلوص کی بنا پر کام کر رہے ہیں ۔ کوئی اُجرت نہیں آپ بتائیں خدا آپ کے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے ۔ خدا علیم بھی ہے اور بصیر بھی ۔ آپ کا ہر عمل اللہ تعالیٰ بخوبی جانتے ہیں ۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ہمارے بعض دوست محض اس بات پر ناراض ہو جاتے ہیں کہ ہمارے علاقے کو نمائندگی نہیں دی گئی ۔ مجلس شوریٰ میں ہمارے ضلع کا کوئی ممبر نہیں ۔ مجلس شوریٰ ایک نامور کونسل ہے اور باقاعدہ منتخب ہوتی ہے ۔

مجلس عمومی میں ہر ضلع کو حق دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کرے ۔ مجلس شوریٰ کو ہر درجہ کا امیر نامزد کرتا ہے ۔ اس میں علاقے کی نمائندگی کا کوئی تصور نہیں ہوتا ۔ اس لیے یہ کہنا کہ مجلس شوریٰ میں ہمارے علاقے کی نمائندگی نہیں اصولاً ایک غلط بات ہے ۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مرکز میں علاقے کو نظر انداز کیا جاتا ہے ۔ مَیں آپ سے کہتا ہوں کہ مرکز میں کوئی بھی شخص ایسا نہیں جو کسی کو نظر انداز کرے ۔ ضلعی نمائندگی کی بات نہیں ۔ اب آپ غور کریں کہ پاکستان کے چاروں صوبوں کے اضلاع کی تعداد تقریباً ۵۴ بنتی ہے جبکہ اراکین مجلس شوریٰ کی تعداد صرف ۴۰ ہے ۔ اب کیسے تمام اضلاع کی نمائندگی ہوسکتی ہے ۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض سے ایک سے زاید بھی لینے پڑتے ہیں، کیونکہ شخصیت کے پیش نظر ایسا کرنا ضروری ہوتا ہے ۔ اب آپ دیکھیں کہ ڈیرہ اسماعیل خان میرا ضلع ہے ۔ آپ نے مجھے جماعت کا ناظم عمومی منتخب کیا ہے ۔ مَیں جماعت کا ناظم ہوں اور شوریٰ کا ممبر بھی ہوں ۔ اور مجلس عاملہ اور مجلس عمومی کا بھی ۔ اب اگر ڈیرہ اسماعیل خان کے لوگ یہ کہیں کہ مجلس شوریٰ میں ہماری نمایندگی نہیں ۔ کیونکہ مفتی صاحب تو مرکز کے نمایندہ ہیں ۔ تو کیا یہ بات صحیح ہوگی ۔ اسی طرح حضرت درخواستی جو امیر ہیں اور مولانا محمد شریف صاحب جو بہاولنگر کے ہیں اور جماعت کے نائب امیر اوّل ہیں اسی طرح مجلس شوریٰ اور عاملہ کے بھی رُکن ہیں ۔ اب اگر بہاولنگر کے لوگ یہ شکایت کریں کہ ہمیں نمایندگی نہیں دی گئی تو کیا وہ حق بجانب ہوں گے ؟ اس لیے ایسی باتیں کہنا درست نہیں ۔ کم از کم بات کہنے سے پہلے اسے تولنا چاہیے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ تم نے کنونشن کے جو پوسٹر شائع کیے ہیں اس میں ہمارے ضلع کے کسی آدمی کا نام نہیں مَیں پھر وہی مثال دیتا ہوں کہ میرے نام کی موجودگی میں ڈیرہ اسماعیل خان کے لوگ یہ کہیں کہ ہمارے ضلع کے کسی عالم کا نام نہیں اور مفتی صاحب مرکز کے ہیں ۔ یا پھر مولانا محمد شریف صاحب کے نام کی موجودگی میں بہاولنگر کے لوگ یہ کہیں کہ ہمارے علاقے کے کسی عالم کا نام نہیں تو یہ غلط ہے ۔ اور پھر نام چیز کیا ہے ؟ اصل چیز تو عمل ہے ۔ جو خدا دیکھتا ہے ۔ تم خدا کے لیے کام کرو ۔ خدا کی لسٹ میں آپ کا نام لکھ گیا تو اور ضرورت کیا ہے ۔ نام کوئی چیز نہیں ۔ اس قسم کی باتیں نہ کرو ۔ اس سے خلوص مجروح ہوتا ہے ۔ آپس میں محبت سے کام کرو ۔ اور خلوص و للّٰہیت سے کام کرو ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلوص و محبت سے کام کرنے کی توفیق دے ۔ آمین ۔

اعلان داخلہ

دارالعلوم تعلیم القرآن رحمانیہ

جامع مسجد رحمانیہ بی مارکیٹ کراچی ۱ میں کتب عربیہ، درس نظامی و حفظ کے علاوہ امسال ۲۵ شوال ۱۳۹۵ھ سے درجہ تجوید و قرارت، روایت حفص و سبعہ کے ماہر قاری قراءت سبع عشرہ جناب قاری عبدالمالک صاحب کے زیر تدریس شروع کیا جا رہا ہے جو حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی، حضرت قاری محمد علی صاحب مدنی (شکارپور) حضرت قاری حبیب اللہ صاحب کراچی کے شاگرد رشید ہیں ۔ طلباء کے قیام و طعام کے مصارف دارالعلوم کے ذمہ ہیں ۔ شائقین اس موقعہ کو غنیمت جان کر رجوع کریں ۔

مولانا عبدالرحمٰن رحمانی مہتمم و بانی دارالعلوم رحمانیہ کراچی ۱

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی

مُساوات

کا اسلامی تصوّر

جب امیر مشورہ کر لے تو پھر اہل الرائے کے مشورہ کا پابند ہے۔ اس لیے کہ وہ مشورہ ہی دراصل اس کا وہ عزم ہے جس کا ذکر قرآنِ عزیز نے کیا ہے اور اس مسئلہ میں یہ بعض صریح قطعی اور فیصلہ کن ہے۔

عن علی قال سئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن العزم فقال مشاورۃ اھل الرائی ثم اتباعھم (تفسیر ابن کثیرؒ)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ آیت قرآنی میں "عزم" سے کیا مراد ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ امیر کا اہل الرائے سے مشورہ کرنا اور پھر ان کے مشورہ کا پابند ہونا ہی "عزم" ہے۔

اور دوسری جگہ ارشادِ الٰہی ہے:

وامرھم شوریٰ بینھم۔ (شوریٰ)

اور ان کے (مسلمانوں کے) معاملات باہمی مشورے سے طے پاتے ہیں۔"

اور ان آیات کی وضاحت جس طرح حضرت علیؓ کی حدیث سے ہو چکی ہے۔ اسی طرح حسب ذیل آثار و احادیث بھی اس حقیقت کو بخوبی روشن کرتے ہیں کہ اسلام کی نظر میں خلافت اور شوریٰ کے درمیان کیا مناسبت ہے۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لوکنت مستخلفاً اخذاً عن غیر مشورۃ لا ستخلفت ابن ام عبد۔ (مستدرک حاکم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر مَیں کسی شخص کو بغیر مشورہ کے خلیفہ بناتا تو عبد اللہ بن مسعودؓ کو بناتا۔"

عن عمر بن الخطاب قال لا خلافۃ الا عن مشورۃ۔ (کنز العمال)

"حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ خلافت بغیر مشورہ کے خلافت نہیں ہے۔"

غزوۂ احد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور معمر اور جلیل القدر صحابہ کی رائے یہ تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے مگر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نوجوانوں کی رائے یہ ہوئی کہ باہر نکل کر جنگ کی جائے۔ جب آپ نے یہ دیکھا کہ اکثریت باہر نکل کر جنگ لڑنے کے حق میں ہے تو اسی کے مطابق عزم جنگ کیا اور مسلح ہونے کے لیے حجرۂ مبارک میں تشریف لے گئے۔ اس دوران معمر صحابہؓ نے نوجوانوں کو عار دلائی کہ تم نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عندیہ کا لحاظ کیے بغیر ذاتِ اقدس کو تکلیف میں ڈالا۔ یہ سن کر نوجوان متاثر ہوئے اور معذرت کرنے کے لیے حجرہ کے سامنے جمع ہو گئے۔ آپ جب باہر تشریف لائے اور نوجوانوں کی معذرت کو سنا تو فرمایا کہ عزم کے بعد اب نبی کی شان نہیں ہے کہ مقصد حاصل کیے بغیر غیر مسلح ہو جائے۔ چلو اب مدینہ سے باہر ہی میدانِ جنگ قائم ہوگا۔ (فتح الباری)

عراق و شام کی فتح پر خلیفۃ المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے یہ ہوئی کہ ان ملکوں کی زمین کو مجاہدین و غانمین میں تقسیم نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ خلافت (اسٹیٹ) کی ملکیت میں رہنی چاہیے تاکہ ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کی ضروریات اور رفاہ عامہ کے کاموں میں اس کی آمدنی خرچ ہوتی رہے، مگر بعض صحابہؓ نے جب اس سے اختلاف کیا تو حضرت عمرؓ نے اہل حل و عقد سے مشورہ کیا اور جب ان میں بھی یہ بات طے نہ ہو سکی اور اختلاف ہنوز باقی رہا۔ تب آپ نے مسجد نبویؐ میں اجلاسِ عام طلب فرمایا اور جمہور کے جمع ہونے پر حمد و ثنا کے بعد خطبہ دیا جس کے حسب ذیل جملے قابل غور ہیں اور ان سے یہ بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس کے نظام حکومت میں امیر کی امارت اور خلیفہ کی خلافت کی کیا حیثیت ہے؟:

انی لم ازعجکم الا لان تشرکوا انی امانتی فیما حملت من امرکم فانی

واحد کاحد کم وانتم الیوم تقرون بالحق خالفنی من خالفنی ووافقنی من وافقنی ولست ارید ان تتبعوا ھذا الذی ھوای معکم من اللہ کتاب ینطق بالحق فواللہ لئن کنت نطقت بامر اریدہ ما ارید بہ الا الحق ۔

(کتاب الخراج ص۲۵)

"میں نے تم کو خواہ مخواہ تکلیف نہیں دی، بلکہ اس لیے جمع کیا ہے کہ آپ بھی میری اس امانت میں شرکت کریں جو ان امور سے متعلق ہے جس کا بوجھ آپ نے میرے کاندھوں پر ڈالا ہے۔ بلاشبہ میں بھی تمہاری ہی طرح ایک فرد ہوں اور تم آج حق کا اعلان کروگے جس کو مجھ سے اختلاف ہے وہ صاف صاف اپنی رائے ظاہر کردے۔ میں ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ آپ میری رائے اور خواہش کی پیروی کریں، اس لیے کہ تمہارے پاس خدا تعالیٰ کی دی ہوئی کتاب (قرآن) ہے جو حق کے لیے ناطق ہے بخدا اگر میں کوئی بات کہتا ہوں تو میرا ارادہ اس گفتار میں حق کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا"

نیز اسلام کے نظام حکومت میں "خلیفہ" کا مقام خلافت کے اوامر فرائض کے علاوہ ہر ایک شعبہ ہائے زندگی میں قانونِ اسلام یعنی عدل و آئین کی نظر میں دوسروں کے مقابلے میں کوئی برتری نہیں رکھتا اور اس حیثیت میں امیر و مامور وراعی و رعایا سب مساوی ہیں۔

چنانچہ مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاصؓ کے بیٹے، عبداللہ بن عمروؓ نے ایک مصری کو کوڑے سے پیٹا، اس نے حضرت عمرؓ کے پاس جا شکایت کی۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو ان کے بیٹے سمیت مدینہ بلوالیا۔ اور ان کی موجودگی میں مصری کو حکم دیا کہ وہ عبداللہ بن عمرو سے اپنا بدلہ لے۔ عمرو بن العاصؓ دیکھ رہے تھے اور ان کا بیٹا مصری کے ہاتھ سے پٹ رہا تھا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا:

مذکم تعبدتم الناس وقد ولدتھم امھاتھم احراراً ۔ (حسن المحاضرہ)

"تم نے کب سے لوگوں کو اپنا غلام بنالیا۔؟ حالانکہ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد جنا ہے"

حضرت عمرو بن العاص نے عرض کیا:

یا امیر المومنین لم اعلم ولم یاتنی ۔ (حسن المحاضرہ)

"اے امیر المومنین! اس واقعہ کی مجھے مطلق خبر نہیں اور نہ یہ مصری میرے پاس آیا"

ایک مرتبہ حضرت عمر نے اپنے تمام عمّال (گورنروں) کو موسم حج میں بلایا۔ اور پھر تمام لوگوں کو جمع کر کے تقریر فرمائی کہ میں نے ان عمّال کو اس لیے بلایا ہے کہ یہ تمہاری جان تمہارے مال اور تمہاری آبروؤں کے محافظ ہیں۔ نہ کہ مصیبت و تکلیف پہونچانے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ اس لیے ان میں سے اگر کسی نے کوئی ظلم کیا ہو اور کوئی دادرسی کا خواہاں ہے تو کھڑا ہو کر کہے تاکہ دادرسی کی جائے۔ یہ سن کر صرف ایک شخص کھڑا ہوا کہ فلاں عامل (گورنر) نے بلاوجہ میرے سو کوڑے مارے اور مجھ کو ستایا۔ تحقیق حال کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے شخص! تو برسرعام اس گورنر کو کوڑے لگا، اور اس سے انتقام لے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ گورنر مصر نے یہ دیکھا تو کہا کہ آپ ایسا نہ کریں ورنہ عاملین میں بددلی پیدا ہو جائے گی اور آیندہ کے لیے یہ دستور بن جائے گا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا:

الا اقیدہ منہ وقد رأیتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقید من نفسہ ثم فاستقد

"میں کس لیے اس سے بدلہ دلا کر انصاف نہ کروں جب کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی ذات اقدس کو بھی بدلہ کے لیے پیش فرما دیتے تھے۔ اے شخص کھڑا ہو اور اپنا بدلہ لے"

تب حضرت عمرو بن العاصؓ نے عرض کیا آپ اجازت دیں تو میں اس مظلوم سے بات کرلوں۔ حضرت عمرؓ نے اجازت دے دی تو عمرو بن العاص نے اس شخص کو اس بات پر راضی کر لیا کہ ایک کوڑے کے بدلے میں دو دینار قبول کرلے اور اس طرح دو سو دینار دیت دے کر عامل کو چھٹکارا دلایا۔

اس روایت میں حضرت عمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ غزوہ بدر میں آپ ایک تیر سے مجاہدین کی صفیں سیدھی کر رہے تھے سواد بن عزیہؓ صف سے کچھ الگ تھے۔ آپ نے چوکا دے کر فرمایا: سواد برابر کھڑے ہو۔ سواد نے کہا:

"یا رسول اللہ! آپ نے مجھ کو تکلیف دی، حالانکہ اللہ نے آپ کو حق و انصاف کے لیے مبعوث کیا ہے۔ پس آپ اجازت دیجیے کہ میں آپ سے بدلہ لوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اپنا بطن مبارک

کھول دیا اور فرمایا سواد! اپنا بدلہ ضرور لو۔ سواد فوراً آپ کے گلے سے چمٹ گئے اور بطن مبارک کو چوم لیا۔"

عدل و انصاف میں مساوات سے متعلق اسلامی خلافت کے سینکڑوں واقعات میں سے نمونہ کے طور پر صرف دو واقعے نقل کیے گئے ہیں۔ اب معاشی شعبۂ حیات کے چند واقعات بھی ملاحظہ ہوں:

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے خطبہ میں کہا: یہ بات میری بخوبی جانتے ہو، کہ میرا کاروبار، میرے اہل و عیال کی کفالت سے عاجز نہیں ہے، مگر اب میں مسلمانوں کے معاملات (خلافت) میں مشغول کر دیا گیا ہوں لہذا اب ابو بکر کے اہل و عیال کی قوت لایموت بیت المال سے ملے گی اور ابو بکر مسلمانوں کی خدمت انجام دے گا۔"

اور "حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (ہر گورنر کو) اس کی ضروریات اور شہر کے حالات کے پیش نظر مشاہرہ دیا کرتے تھے۔"

"حضرت عمرؓ نے اپنے ابتدائی عہد میں مسلمانوں کو جمع کیا اور فرمایا خلیفہ کے لیے اس (بیت المال) سے کس قدر لینا حلال ہے سب نے بالاتفاق کہا: اس کو صرف اپنی ضروریات اور اپنے عیال کی ضرورت کے لیے قوت لایموت لینا چاہیے جس میں کسی قسم کی کمی زیادتی نہ ہونے پاتے اور اپنے لیے اور عیال کے لیے سردی اور گرمی کے کپڑے اور جہاد روزآنہ کی ضرورت نماز حج اور عمرہ کے لیے دو سواری کے جانور اور مال غنیمت وغیرہ میں سب مسلمانوں کے برابر اس کا حصہ ہے اور بس۔"

"حضرت عمرؓ نے فرمایا: مجھ کو تمہارے مال (بیت المال) میں اتنا ہی حق ہے جس قدر کہ یتیم کے ولی کو یتیم کے مال میں۔ اگر میں رفاہیت میں ہوں گا تو کچھ نہ لوں گا اور اگر حاجت مند ہوں گا تو دستور کے مطابق کھانے کے لیے لوں گا۔"

اور یہی حضرت عمرؓ عام خوش حالی کے لیے یہ جذبات رکھتے اور ان کو پایۂ تکمیل تک پہونچاتے تھے۔

"قسم بخدا اگر میں زندہ رہا تو اہلِ عراق کی بیوہ عورتوں کو ایسا کر جاؤں گا کہ میرے بعد وہ کسی امیر کے پاس حاجت مند بن کر پیش نہ ہوں۔"

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ خلیفہ ہونے سے پہلے بڑے شاہانہ انداز میں رہتے تھے لیکن جب خلیفہ بنائے گئے تو حالت یہ تھی:

"پھر میں نے خلافت کے بعد ان (عمر بن عبد العزیز) کو دیکھا تو ان کی حالت راہبوں کی سی ہو گئی۔"

(کتاب الخراج)

یعنی موٹا پہنتے تھے اور موٹا کھاتے تھے۔ اور یہ طبعاً نہ تھا، بلکہ خلافت راشدہ کے خصوصی امتیاز کے پیش نظر تھا۔

جب حضرت عمرؓ خلیفہ بنائے گئے تو حضرت علیؓ نے ان سے کہا:

"اگر تم چاہتے ہو کہ تم کو اپنے صاحب (ابو بکرؓ) کی رفاقت نصیب ہو تو کرتے پر پیوند ہوں، ازار خستہ ہو، جوتیوں پر پیوند ہوں، موزے پھٹے پرانے ہوں، امیدیں کوتاہ ہو جائیں اور کھانا پیٹ بھر کر نہ کھایا جائے۔"

ایک مرتبہ حضرت عمر جمعہ میں تاخیر سے آئے اور آ کر یہ عذر پیش کیا کہ میرا ایک جوڑا کپڑوں کا ہے اور اس کو دھو کر خشک کرنے پر دیر ہو گئی۔ حضرت قتادہؓ اور حضرت حسن فرماتے ہیں:

"ہم نے حضرت عمرؓ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ ان کی قمیص میں بارہ پیوند تھے اور اکثر پیوند چمڑے کے تھے۔"

اطلاع:

سرکولیشن منیجر جناب الطاف حسین صاحب ضلع ملتان کے دورہ پر ہیں۔ جماعتی احباب ان سے بھرپور تعاون فرمائیں (ادارہ)

ضروری اعلان

نظام شریعت کنونشن گوجرانوالہ کے موقع پر دفتر استقبالیہ میں بعض احباب نے ترجمان اسلام کی خریداری اور بقایا جات کے سلسلے میں رقم جمع کرائی تھی۔ بعض ساتھیوں کے پتوں کی لسٹ گم ہونے کی وجہ سے رسیدیں ارسال نہیں کی جا سکیں۔ براہ کرم جلد مکمل پتے ارسال فرمائیں (ادارہ)

آج ایمانداری کہاں؟
لیکن ٹھہریئے!
ایسی مایوسی بھی کیوں؟

ریواڑی سویٹ مارٹ پر جب بھی آپ تشریف لائیں آپ کو شرطیہ خالص دیسی گھی سے تیار کردہ تازہ مٹھائیاں میسر آئیں گی

ملتان کی قدامت — اور — ریواڑی کی صداقت۔
ایک حقیقت کے دو نام
— ریواڑی کی مٹھائی — سب کو بھائی —

ریواڑی سویٹ مارٹ حسین گاہی ملتان

زاہد الراشدی

تحریکِ پاکستان

کے بارے میں

نیشنلسٹ مسلمانوں کا موقف

تحریکِ پاکستان کے بارے میں جمعیۃ علماء ہند، مجلس احرار اسلام اور دیگر جماعتوں سے تعلق رکھنے والے ان مسلمانوں کا موقف آج کل پھر صحافتی حلقوں میں زیر بحث ہے جنہیں نیشنلسٹ مسلمانوں کا خطاب دیا جاتا ہے اس لیے سرکردہ نیشنلسٹ مسلم لیڈروں کے خیالات قارئین کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں، تاکہ تصویر کے دوسرے رُخ کے طور پر نیشنلسٹ مسلمانوں کا اصل مؤقف سامنے آسکے۔

۲۶ / اپریل ۱۹۴۷ء کو اردو پارک دہلی میں جمعیۃ علماء ہند کے صدر حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی زیر صدارت ایک عظیم الشان جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نامور احرار رہنما امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے پاکستان کے بارے میں نیشنلسٹ مسلمانوں کے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے کہا :

" حضرات : آج میں نے کوئی تقریر نہیں کرنی، بلکہ چند حقائق ہیں جنہیں بلاتمہید کہنا چاہتا ہوں۔ اس وقت آئینی وغیر آئینی دنیا میں خواہ دنیا کے اس علاقے کا تعلق ایشیا سے ہو یا یورپ سے ہے۔ اس وقت جو بحث چل رہی ہے وہ یہ ہے کہ آیا ہندوستان میں ہندو اکثریت کو مسلم اقلیت سے جدا کر کے برصغیر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے قطع نظر اس کے کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔؟

مجھے پاکستان بن جانے کا اتنا ہی یقین ہے جتنا اس بات پر کہ صبح کو سورج مشرق سے طلوع ہوگا، لیکن یہ پاکستان وہ پاکستان نہیں ہوگا جو دس کروڑ مسلمانانِ ہند کے ذہنوں میں اس وقت موجود ہے اور جس کے لیے آپ بڑے خلوص سے کوشاں ہیں۔ ان مخلص نوجوانوں کو کیا معلوم کہ کل کیا ان کے ساتھ ہونے والا ہے؟

بات جھگڑے کی نہیں بات سمجھنے اور سمجھانے کی ہے۔ سمجھا دو مان لوں گا۔ لیکن تحریک پاکستان کی قیادت کرنے والوں کے قول و فعل میں بلا کا تضاد اور بنیادی فرق ہے۔ اگر آج کوئی مجھے اس بات کا یقین دلا دے کہ کل کو ہندوستان کے قصبہ کی گلی، کسی شہر کے کسی کوچہ میں حکومتِ الٰہیہ کا قیام اور شریعتِ اسلامیہ کا نفاذ ہونے والا ہے تو ربِ کعبہ کی قسم میں آج ہی اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔ لیکن یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ جو لوگ اپنی اڑھائی من لاش پر اور چھ فٹ کے قد پر اسلامی قوانین کو نافذ نہیں کر سکتے۔ جن کا اٹھنا بیٹھنا، جن کا سونا، جن کا جاگنا، جن کی وضع قطع، جن کا رہن سہن، بول چال، زبان و تہذیب، کھانا پینا، لباس وغیرہ غرضیکہ کوئی چیز بھی اسلام کے مطابق نہ ہو وہ دس کروڑ کی انسانی آبادی کے ایک قطعہ زمین پر اسلامی قوانین کس طرح نافذ کر سکتے ہیں۔ یہ ایک فریب ہے اور میں یہ فریب کھانے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔

اِدھر مشرقی پاکستان ہوگا، اُدھر مغربی پاکستان ہوگا۔ درمیان میں ۴۰ کروڑ متعصب ہندو کی آبادی ہوگی جس پر اس کی اپنی حکومت اور وہ حکومت لالوں کی ہوگی۔ کون لالے لالے دولت والے، لالے ہاتھیوں والے، لالے عیار لالے، لالے مکار لالے۔ ہندو اپنی مکاری و عیاری سے پاکستان کو ہمیشہ تنگ کرتا رہے گا۔ اسے کمزور بنانے کی ہر کوشش کرے گا۔

اس تقسیم کی بدولت آپ کے دریاؤں کا پانی روک دیا جائے گا۔ آپ کی معیشت تباہ کرنے کی کوشش کی جائے گی اور آپ کی حالت یہ ہوگی کہ بوقت ضرورت مشرقی پاکستان مغربی پاکستان کی اور مغربی پاکستان مشرقی پاکستان کی کوئی سی مدد کرنے سے قاصر ہوگا۔ اندرونی طور پر پاکستان میں چند خاندانوں کی حکومت ہوگی اور یہ خاندان زمینداروں، صنعت کاروں اور سرمایہ داروں کے خاندان ہوں گے۔ انگریز کے پروردہ فرنگی سامراج کے خود کاشتہ پودے، سروں، نوابوں اور جاگیرداروں کے خاندان ہوں گے جو اپنی من مانی کارروائیوں سے محبِ وطن اور غریب عوام الناس کو پریشان کر کے رکھ دیں گے۔ غریب کی زندگی اجیرن ہو کر رہ جائے گی۔ ان کی لوٹ کھسوٹ سے پاکستان کے عوام، کسان اور مزدور نانِ شبینہ کو ترس جائیں گے۔ امیر دن بدن امیر تر ہوتا چلا جائے گا اور غریب غریب تر۔

مسلم لیگ اور کانگریس ! دونوں سنو !

امیر جمع ہیں احباب دردِ دل کہہ لے
پھر التفاتِ دلِ دوستاں رہے نہ رہے

یاد رکھو ! اگر آج تم باہم مل بیٹھ کر کوئی معاملہ بھی طے کر لیتے تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہوتا۔ تم الگ رہ کر بھی باہم شیر و شکر رہ سکتے تھے۔ مگر تم نے اپنے تنازعہ کا انصاف فرنگی سے مانگا اور وہ تم دونوں کے درمیان کبھی نہ ختم ہونے والا فساد ضرور پیدا کر کے جائے گا جس سے تم دونوں قیامت تک چین سے نہیں بیٹھ سکو گے اور آیندہ بھی تمہارا آپس کا کوئی سا تنازعہ باہمی گفتگو سے کبھی بھی طے نہیں ہو سکے گا۔ آج انگریز کے فیصلہ سے تم تلواروں اور لاٹھیوں سے لڑو گے۔ تمہاری اس نادانی اور من مانی سے اس برصغیر میں انسانیت کی جو تباہی ہوگی، عورت کی جو بے حرمتی ہوگی، اخلاق و شرافت کی تمام قدریں جس طرح پامال ہوں گی تم اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے، لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں وحشت و درندگی کا دور دورہ ہوگا، بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہو جائے گا، انسانیت اور شرافت کا گلا گھونٹ دیا جائے گا، نہ کسی کی عزت محفوظ ہوگی نہ جان نہ مال اور نہ ایمان اور اس سب کا ذمہ دار کون ہوگا ؟ تم دونوں !

منقول از روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۲۸ اپریل
۱۹۴۶ء بحوالہ نوادرات امیر شریعت
۲۸/ اپریل سنہ ۱۹۴۶ بحوالہ نوادرات امیرِ شریعۃ
مطبوعہ مکتبہ نشریاتِ اہلِ سنت
مدرسہ مفتاح العلوم محلہ ملتانی والا ،
بیرون چونگی ۳۲/۷ کمروڑ پکا ضلع ملتان۔

آل انڈیا کانگریس کے صدر مولانا ابوالکلام آزادؒ نے ۱۵ اپریل ۱۹۴۶ء کو ایک بیان جاری کیا جسے انہوں نے تصنیف ، انڈیا ونز فریڈم میں بھی نقل کیا ہے۔ یہ بیان پاکستان کے بارے میں مولانا آزادؒ کے مُوقف کو سمجھنے کے لیے کافی ہے۔ وہ یہ ہے :

" میں نے مسلم لیگ کی پاکستانی اسکیم پر ہر ممکن نقطۂ نگاہ سے غور کیا ہے۔ ایک ہندوستانی کی حیثیت سے پورے ہندوستان سے متعلق اس کی پیچیدگیوں کا میں نے جائزہ لیا ہے اور ایک مسلمان کی حیثیت سے ہندوستان کے مسلمانوں کی قسمت پر پڑنے والے اور اس کے ممکنہ اثرات کا میں نے تجزیہ کیا ہے۔ اس اسکیم کے تمام پہلوؤں پر میں نے بہت کچھ غور کیا اور اس نتیجہ پر پہونچا ہوں پورے ہندوستان کے لیے اس اسکیم کے جو بھی نقصان ہیں وہ اپنی جگہ، لیکن مسلمانوں کے لیے یہ تجویز سخت تباہ کن ہوگی اور اس سے ان کی کوئی مشکل حل ہونے کی بجائے مزید مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ اول تو مجوزہ لفظ ہی میرے نزدیک اسلامی تصورات کے خلاف ہے۔ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

" اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین
میرے لیے مسجد بنا دی ہے "

روئے زمین کو پاک اور ناپاک کے درمیان تقسیم کرنا ہی اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ دوسرے یہ کہ پاکستان کی یہ سکیم ایک طرح سے مسلمانوں کے لیے شکست کی علامت ہے .... ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد ۹ کروڑ سے زاید ہے اور وہ اپنی اس زبردست تعداد کے ساتھ ایسی مذہبی اور معاشرتی صفات کے حامل ہیں کہ ہندوستان کی قومی و وطنی زندگی میں پالیسی اور نظم و نسق کے تمام معاملات پر فیصلہ کن اثر ڈالنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ مزید برآں کئی صوبوں میں مسلمانوں کو مکمل اکثریت حاصل ہے .... پاکستان کی اسکیم کے ذریعہ ان کی یہ ساری قوت و صلاحیت تقسیم ہو کر ضائع ہو جائے گی۔ علاوہ ازیں ایک مسلمان کی حیثیت سے ایک لمحہ کے لیے بھی میں اپنا یہ حق نہیں چھوڑ سکتا کہ پورا ہندوستان میرا ہے اور اس کی سیاسی و اقتصادی زندگی میں میری شرکت ناگزیر ہے۔

میرے نزدیک یہ بدترین بزدلی کا نشان ہے کہ میں اپنی میراثِ پدری سے دستبردار ہو کر ایک چھوٹے سے ٹکڑے پر قناعت کر لوں۔

میں اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو نظر انداز کر کے تنہا مسلم مفاد کے نقطۂ نگاہ سے بھی غور کرنے کے لیے تیار ہوں کہ اگر پاکستان کی اسکیم کو کسی طور پر بھی مسلمانوں کے لیے مفید ثابت کر دیا جائے تو میں اسے قبول کر لوں گا اور دوسروں سے اسے منوانے پر اپنا پورا زور صَرف کر ڈالوں گا، مگر حقیقت یہ ہے کہ اس اسکیم سے مسلمانوں کے جماعتی اور ملی مفاد کو ذرہ بھی فایدہ نہیں پہونچتا اور ان کا کوئی اندیشہ بھی دور نہیں ہو سکتا۔

اب ذرا جذبات سے بالاتر ہو کر اس کے ممکنہ نتائج پر غور کریں کہ جب پاکستان بن جائے گا تو کیا ہوگا ؟

ہندوستان دو ریاستوں میں تقسیم ہو جائیگا ایک ریاست میں مسلمانوں کی اکثریت ہوگی، دوسری میں ہندو اکثریت۔ ہندو اکثریت کے علاقوں میں مسلمانوں کی تعداد ۳½ کروڑ سے زاید ہوگی اور وہ بہت چھوٹی چھوٹی اقلیتوں کی صورت میں پورے ملک میں بکھر کر رہ جائیں گے۔ یعنی آج کل کے مقابلہ میں وہ ہندو اکثریت کے صوبوں میں اور زیادہ کمزور ہو جائیں گے۔ جہاں ان کے گھر بار اور بود و باش ایک ہزار سال سے چلی آ رہی ہے اور جہاں انہوں نے اسلامی تہذیب و تمدن کے مشہور اور بڑے بڑے مراکز تعمیر کیے ہیں ہندو اکثریت کے علاقوں میں بسنے والے

مسلمانوں کو ایک دن اس اچانک صورتحال سے سابقہ پیش آئے گا کہ ایک صبح آنکھ کھلتے ہی وہ اپنے آپ کو اپنے گھر اور وطن میں ہی پردیسی اور اجنبی پائیں گے۔ صنعتی، تعلیمی اور معاشی لحاظ سے پس ماندہ ہوں گے اور ایک ایسی حکومت کے رحم و کرم پر ہونگے جو خالص ہندو راج بن گئی ہوگی۔ پاکستان میں خواہ مسلمانوں کی مکمل اکثریت کی حکومت ہی کیوں نہ قائم ہو جائے اس سے ہندوستان میں رہنے والے مسلمانوں کا مسئلہ ہرگز حل نہ ہو سکے گا۔

۲ دو ریاستیں ایک دوسرے کے مدمقابل بن کر ایک دوسرے کی اقلیتوں کا مسئلہ حل کرنے کی پوزیشن میں نہیں آسکتیں۔ اس سے صرف یرغمال اور انتقام کا راستہ کھلے گا۔ عالمی معاملات میں بھی پاکستان کوئی نمایاں مقام حاصل نہیں کر پائے گا۔ . . . .

. . . . . ہاں جو فارمولا میں نے پیش کیا ہے اور جسے کانگریس سے منظور کرانے میں کامیاب ہوا ہوں اس میں پاکستان کی تمام خوبیاں موجود ہیں اور وہ ان نقائص سے پاک ہے جو اس اسکیم میں پائے جاتے ہیں۔

دراصل پاکستان کی اسکیم اس خوف کا نتیجہ ہے کہ ہندو مرکز میں اکثریت میں ہوں گے اور مسلم اکثریت کے صوبوں میں ان کی مداخلت ممکن ہے۔ میرے پیش کردہ فارمولے سے جسے کانگریس منظور کر چکی ہے، اس خوف کا ازالہ اس طرح ہو جاتا ہے کہ تمام صوبائی وحدتیں مکمل خود مختار ہوں گی۔ مرکزی اختیارات کی دو فہرستیں ہوں گی ایک لازمی اور دوسری اختیاری۔ مرکز کے پاس صرف وہ چند اختیارات ہوں گے جنہیں صوبے مرکز کو تفویض کریں گے، باقی اختیارات صوبوں کے سپرد ہوں گے۔

مسلم اکثریت کے صوبے اپنی صوابدید کے مطابق ان اختیارات کو استعمال کرنے میں آزاد ہوں گے اور مرکز کو سپرد کردہ معاملات پر بھی اپنا اثر ڈالنے کا حق رکھیں گے۔

بہر حال کابینہ مشن اور کانگریس دونوں ہی سے میں نے اپنی وفاقی تجویز منظور کرائی. جس کی رو سے تمام صوبے مکمل طور پر خود مختار قرار دیئے گئے تھے اور صوبوں کی طرف سے صرف ۳ ر امور مرکز کو تفویض کیے جانے تھے دفاع، امورِ خارجہ اور رسل و رسائل بحوالہ مولانا آزادؒ نے بنگلہ دیش کے بارے میں کیا کہا تھا۔ اخبار وطن دہلی مارچ ۱۹۴۸ء کے مطابق مولانا ابوالکلام آزادؒ نے یو پی سے پاکستان جانے والے مسلمانوں کے گروپ سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

آپ مادر وطن چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ آپ نے سوچا کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟ آپ کے اس طرح فرار ہوتے رہنے سے ہندوستان میں بسنے والے مسلمان کمزور ہو جائیں گے اور ایک وقت ایسا بھی آسکتا ہے جب پاکستان کے علاقائی باشندے اپنی اپنی جداگانہ حیثیتوں کا دعویٰ لے کر اٹھ کھڑے ہوں بنگالی، پنجابی، سندھی، بلوچ اور پٹھان خود کو مستقل قومیں قرار دینے لگیں۔ کیا اس وقت آپ کی پوزیشن پاکستان میں بن بلائے مہمان کی طرح نازک اور بے کسانا نہیں رہ جائیگی؟ ہندو آپ کا مذہبی مخالف تو ہو سکتا ہے، قومی اور وطنی مخالف نہیں۔ آپ اس صورتِ حال سے نمٹ سکتے ہیں، مگر پاکستان میں آپ کو کسی وقت بھی قومی اور وطنی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑ جائے گا جس کے آگے آپ بے بس ہو جائیں گے۔"

۲۳ مارچ ۱۹۴۲ء کو دہلی دروازہ لاہور کے بیرونی باغ میں جمعیۃ علمائے ہند اور مجلس احرار اسلام کے مشترکہ جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزادؒ نے کہا:

سوال یہ ہے کہ بحیثیت ایک ہندوستانی مسلمان کے ہمیں مستقبل کے متعلق کیا فیصلہ کرنا چاہیے۔ میں آنے والے زمانے کو کمزوری و تذبذب سے نہیں دیکھتا، بلکہ عزم و ہمت اور حوصلہ سے دیکھ رہا ہوں۔ جو قوم اپنے آپکو بچانے پر قادر نہ ہو اس کو تحفظات نہیں بچا سکتے۔ مسلمانوں کی تعداد دس کروڑ ہے، اگر دس کروڑ کی بجائے مسلمان دس لاکھ بھی ہوتے اور ان کے دل میں یہ خیال ہوتا کہ وہ مرنے کے لیے نہیں زندہ رہنے کے لیے ہیں تو کوئی قوم ان کو نہیں مٹا سکتی۔

ہندوستان میں آباد اتنی بڑی تعداد کو اقلیت قرار دینا اور ان کے لیے اقلیتی حقوق اور اقلیتی علیحدگی کا مطالبہ کرنا نہ صرف بزدلی ہے، بلکہ ان کے شاندار مستقبل کے لیے تباہ کن ہے۔!

میرے نزدیک ہندوستان میں مسلمانوں کی حیثیت اقلیت کی نہیں، بلکہ دوسری بڑی اکثریت کی ہے۔

پس میری جگہ تذبذب اور کمزوری کی نہیں بلکہ یقین اور ایمان کی ہے، لیکن اگر اتنی بڑی تعداد یعنی دس کروڑ کے ہوتے ہوئے بھی تم یہ خیال کرتے ہو کہ فنا ہو جاؤ گے، مٹ جاؤ گے تو اس کا کیا علاج کہ دس کروڑ لاشوں کو کوئی تحفظ اور کوئی دستور نہیں بچا سکتا۔"

مردانہ کمزوری کا علاج

زندگی سے مایوس نوجوان کھوئی ہوئی جوانی پندرہ دن کے اندر حاصل کر سکتے ہیں:
قیمت کورس ۱۰ روپے
خط و کتابت کے لیے جوابی لفافہ ارسال کریں.

پتہ: ملک محمد یوسف اینڈ برادرز میانوالی

طلبأ کی دنیا

رپورٹنگ محمد یوسف ولی اللّٰہی

نظام شریعت کے نفاذ کے لئے طلبأ کا بھرپور عزم

گوجرانوالہ میں نظام شریعت کنونیشن کے موقع پر جمعیتہ طلباء اسلام کے تقریبًا ۲۰۰ کارکنوں نے شرکت کی۔ ان میں صوبہ سندھ، بلوچستان اور سرحد کے دُور دراز کے علاقوں کے طلبأ بھی شامل تھے۔

جمعیۃ طلبأ اسلام کا ایک علیحدہ اجلاس زیر صدارت مرکزی نائب صدر جناب حافظ حسین احمد ہُوا۔ جس میں کئی رہنماؤں نے تقاریر کیں۔ اجلاس میں کارکنوں نے ملک میں علماء حق کی رہنمائی میں نظام شریعت کے نفاذ کے لئے بھرپور عزم کا اظہار کیا۔ اور اس سلسلے میں ہمہ قسم کی قربانی دینے کا بھی عزم کیا۔

تنظیمی دورہ

جناب عبدالحکیم اکبری

(سیکرٹری برائے کنوینگ باڈی صوبہ سرحد) نے گذشتہ دنوں لکی مروت کا تنظیمی دَورہ کیا۔ وہ وہاں انفرادی طور پر جماعتی ساتھیوں سے ملے اور ان سے جماعتی تنظیمی معاملات پر گفتگو کی۔ انہوں نے مقامی ساتھیوں کو تنظیمی کام تیز کرنے کی ہدایت کی۔ اس کے بعد وہ ٹانک روانہ ہوگئے اور وہاں بھی ساتھیوں سے ملاقات کی۔

افتتاح دفتر

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلبأ اسلام لورالائی کے دفتر کا افتتاح حضرت مولانا غلام حیدر نے کیا۔ اس موقع پر جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکنوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ جناب شیر محمد قاسمی نے تقریر کی۔ اور اسلامی نظام کے قیام کے لئے جدوجہد تیز کرنے پر زور دیا۔

میرپور خاص

(سندھ)

میرپور خاص میں جمعیۃ طلبأ اسلام کی درج ذیل کنوینگ باڈی بنائی گئی ہے۔

کنوینر برائے شہر:۔ جناب محمد اسلم شیخ

معاون:۔ 〃 حافظ مظہر حسین

کنوینر برائے ایس، ایل گورنمنٹ کالج

جناب ملک عبدالجبار

〃 〃 گورنمنٹ ماڈل کالج، جناب عبدالرحمٰن قریشی

〃 〃 گورنمنٹ ہائی سکول، جناب محمد عامر اعوان

〃 〃 ماڈل ہائی سکول، جناب حافظ عبدالحفیظ

〃 〃 کمپری ہینسو ہائی سکول، جناب محمد اشفاق

مجلس شوریٰ

جناب شکیل احمد صدیقی

جناب خلیل احمد، جناب حافظ معین الدین

جناب چوہدری محمد علی اور

جناب محمد الیاس۔

شمولیت

نواب شاہ (سندھ) میں دس طلبأ نے جمعیتہ طلبأ اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔ اہم نام یہ ہیں۔

۱۔ جناب محمد ولی اللہ گورنمنٹ کالج نواب شاہ

۲۔ 〃 عبدالحامد 〃 〃 〃

۳ 〃 محمد عابد 〃 〃 〃

۴ 〃 بابو خان 〃 〃 〃

اعلان

جناب محمد بلال بلوچ رابطہ سیکرٹری صوبہ سندھ سے مندرجہ ذیل پتے پر رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

محمد بلال بلوچ c/o شبیر احمد صوبی
نزد عبدالقادر پارک منور آباد،
نواب شاہ (سندھ)

اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ

جمعیۃ طلباءِ اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس زیر صدارت جناب محمد اسلوب قریشی ہوا۔ جس میں تنظیمی صورت حال زیر بحث آئی۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ مورخہ ۱۷، نومبر ۱۹۷۵ء کو دوبارہ مرکزی مجلسِ شوریٰ کا اجلاس منعقد کیا جائے۔

اطلاعات و اعلانات

صوبہ سرحد

جناب جاوید ابراہیم پراچہ نے صوبہ سرحد کی تمام شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ جلد از جلد فارم معاونت مرکز سے منگوا کر زیادہ سے زیادہ ساتھیوں کو جمعیۃ طلباءِ اسلام کا معاون بنالیں،

۲۔ تمام شاخیں اپنی کارکردگی کی رپورٹ جناب عبدالحکیم اکبری (دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک) کے پاس فوراً روانہ کریں۔

صوبہ سندھ

۱۔ جمعیۃ طلباءِ اسلام صوبہ سندھ کی جانب سے احباب کے اصرار پر سندھی لٹریچر چھپنا شروع ہوگیا ہے۔ اس سلسلے میں پہلا پمفلٹ جمعیۃ طلباءِ اسلام کیوں بنی؟ کا سندھی ترجمہ چھپ کر تیار ہوگیا ہے۔

قیمت /۲۵ روپیہ فی سینکڑہ،

ملنے کا پتہ ۱۔ جناب محمد اسلم وسیر ۵/۵۷۹
قصاب محلہ سکھر (سندھ)

۲۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب قریشی مدظلہ، کی تصنیف کردہ کتاب فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ چھپ کر تیار ہوگئی ہے۔ مندرجہ ذیل پتوں سے منگوائی جاسکتی ہے۔

۱۔ محمد اسلم [illegible] ۵/۵۷۹ قصاب محلہ سکھر۔

۲۔ سید عبدالغفور شاہ مدرسہ عربیہ سراج العلوم بیر شریف، براستہ قمبر علی خان ضلع لاڑکانہ

سانحہ ارتحال

جمعیۃ طلباءِ اسلام ضلع تھرپارکر کے کنوینر جناب اکمل ندیم کے والد گرامی جناب مولانا محمد شریف صاحب گذشتہ دنوں حیدرآباد (سندھ) ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کا کئی روز قبل آپریشن ہوا تھا۔

مرکزی صدر جناب محمد اسلوب قریشی اور مرکزی ناظم عمومی جناب سید مطلوب علی زیدی سید عبدالغفور شاہ صاحب، صدر صوبہ سندھ اور صوبائی ناظم جناب بشیر احمد قریشی نے ان کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور دعا کی ہے کہ اللہ تعالےٰ اکمل ندیم اور ان کے دیگر پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے۔

ہم نے محدود وسائل کے باوجود
آپ کی خواہش پر
سنہ ۱۳۹۶ھ کیلنڈر سنہ ۱۹۷۶ء
چھاپنے کا آرڈر دے دیا ہے۔

دیدہ زیب، اعلیٰ کاغذ، بڑا سائز، سنہری چھپائی ہجری، اور عیسوی تاریخیں،

(سال گزرنے کے بعد تاریخوں والا حصہ کاٹ کر بقیہ حصہ (جو انتہائی خوبصورت ہوگا) کو فریم بھی کروایا جاسکے گا۔

محدود تعداد میں چھپوایا جا رہا ہے جلد از جلد مطلوبہ تعداد سے آگاہ کیجئے اور آرڈر بھیجئے۔ رقم کا پیشگی آنا ضروری ہے۔ بصورت دیگر بذریعہ وی، پی منگوائیے ادھار قطعاً نہیں دیا جائیگا۔

قیمت /۳ روپے

ناشر
عزیز پبلی کیشنز ۵۶ میکلوڈ روڈ لاہور

پھر آگیا ہوں گردشِ دوراں کو ٹال کے

"عزم"
(6)

مختلف نشیب و فراز سے گذرنے کے بعد چھپ کر تیار ہوگیا ہے

محض نعرہ بازی سے مقصد کا حصول ناممکن ہے۔
(قائد طلباء محمد اسلوب قریشی)
علماءِ حق کا شاندار ماضی —— ایک جھلک ——
(سید مطلوب علی زیدی)
اعتدال کی راہ
سلامتی کا راستہ، عظیم جدوجہد ایک تحریک (محمد فاروق قریشی)
اصولِ انقلاب (محمد یوسف ولی اللّٰہی)
طلباءؔ کی ذمہ داریاں (امجد علی شاکر)
کامیابی کے اصول (ابوالفہیم بھٹہ)
صدف کی قید میں رہ کر ہی ہوتا ہے گہر پیدا،
(سلمان گیلانی) (نظم)
جمعیۃ کی سرگرمیاں
(تنظیمی دورے، انتخابات، تربیتی پروگرام، شمولیت)
(رپورٹ)

جلد از جلد مطلوبہ تعداد سے آگاہ کیجئے۔ رقم پیشگی آنا ضروری ہے، یا بذریعہ وی، پی منگوائیے، قیمت /۱ روپیہ

کیا پاکستان میں اسلامی نظام نافذ ہو سکتا ہے؟

یہ وہ سوال ہے جو بظاہر بڑا مشکل اور پیچیدہ نظر آتا ہے لیکن حضرت مفتی محمود مدظلہ نے صوبہ سرحد میں اسلامی نظام نافذ کر کے اس کا عملاً جواب دے دیا ہے اور اس پروپیگنڈے کو بھی زائل کر دیا ہے کہ علماء نظامِ حکومت چلانے کے اہل نہیں تفصیلات کے لئے ——

درویش وزیر اعلیٰ کا —— دورِ محمود
پڑھیے خوبصورت کتابت و طباعت، عمدہ کاغذ،
قیمت ۶۰ پیسے

نوٹ:۔ کم از کم ۱۰ کتابوں کی پیشگی رقم بھیجنے پر اور کم از کم ۲۰ کتابیں بذریعہ وی، پی منگوانے پر آرڈر کی تعمیل ہوگی،

ملنے کا پتہ
عزیز پبلی کیشنز ۵۶ میکلوڈ روڈ لاہور

شہر شہر سے

قمر ہاشمی

آج بھی فرنگی نظام نافذ ہے!

گذشتہ دنوں مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ ملتان سے شورکوٹ پھر براستہ جھنگ قریباً چار بجے شام لائل پور تشریف لے گئے۔ لائلپور شہر سے قریباً ۹ میل دور جھنگ روڈ ہوائی اڈہ کے قریب جماعتی ساتھیوں نے اپنے قائد کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ جن میں جناب خواجہ محمد اکرم بٹ صاحب امیر شہر، مولانا عبدالحلیم صاحب جالندھری سرپرست جمعیۃ لائلپور، مولانا عزیز الرحمٰن انوری خازن، صوفی محمد بشیر جان ناظم دفتر، حضرت مولانا رشید احمد رشیدی لدھیانوی اور دیگر احباب اسی موقعہ پر موجود تھے۔ راستہ میں ایک مسجد میں ——— حضرت مفتی صاحب کی امامت میں تمام ساتھیوں نے نمازِ عصر ادا کی۔ پھر سیدھے محلہ فاروق آباد میں جامع مسجد حبیبیہ حنفیہ تشریف لے گئے جہاں سینکڑوں جماعتی اور دیگر احباب جمع تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے اپنے دستِ مبارک سے اسی مسجد میں مدرسہ کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اس کے بعد ایک عظیم اجتماع سے خطاب فرمایا۔

اسی روز رات کو بعد از نمازِ عشاء مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن مدرسہ والی جامع مسجد خالصہ کالج میں ایک بہت بڑا عظیم الشان جلسۂ عام منعقد ہوا۔ جس میں مختلف قراء حضرات نے تلاوت قرآنِ پاک فرمائی اور قاری محمد نواز صاحب نے عربی میں نظم پڑھی۔ مولانا سید ممتاز الحسن صاحب اور مولانا امداد الحق صاحب نے خطاب فرمایا۔ ان کے بعد جلسہ کی باقاعدہ کارروائی شروع ہوئی۔ جلسہ کی صدارت یادگارِ سلف مولانا محمد یحییٰ صاحب مہتمم مدرسہ جامع عربیہ اشرف المدارس نے فرمائی۔ تلاوتِ قرآنِ پاک مولانا قاری محمد الیاس نے کی۔ اور مولانا رشید احمد رشیدی نے اپنی تقریر میں علماء لدھیانہ اور علماء دیوبند کے سنہری کارناموں اور ان کی دینی و ملی جدوجہد کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔ آپ نے مدرسہ ہذا کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ یہ مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ فرمایا کہ اس مقام پر شیخ المشائخ حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری اور دیگر اکابرین علماء صلحاء یہاں تشریف لائے انہیں بزرگوں کی وجہ سے آج یہاں دین کی آبیاری ہو رہی ہے۔ آپ نے حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی دینی و سیاسی جدوجہد کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔ آپ کے بعد مفکر اسلام قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے خطاب فرمایا

جلسہ میں شاعرِ اسلام جناب سید امین گیلانی نے نظمیں پیش کیں۔

آپ نے خطبۂ مسنونہ کے بعد ایک حدیث پڑھی جس کا مفہوم تھا کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا اس کا ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا مگر ۲۸ برس گزرنے کے بعد بھی آج تک یہاں اسلامی قانون کی ایک دفعہ بھی نافذ نہیں ہو سکی۔ دفاتروں اور عدالتوں میں آج بھی فرنگی کا نظام نافذ ہے۔ آج بھی اسلام ہمارا دین کہنے والے برسرِ اقتدار ہیں۔ لیکن یہ لوگ اسلام کے معاملہ میں مخلص نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمام مسائل کا حل نظامِ شریعت کے ہے۔ غیروں کے ازموں کی ہمیں ضرورت نہیں۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ ملک بھر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ ہے۔ جمہوریت کے راستے بند ہیں۔ غنڈہ گردی فحاشی اور لوٹ کھسوٹ کا دور دورہ ہے۔ کسی شریف شہری کی جان و مال محفوظ نہیں کمر توڑ مہنگائی نے عوام کو مالی مشکلات میں بری طرح الجھا دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دفعہ ۱۴۴ کا کوئی جواز نہیں اسے فوراً ختم کرو اور ہمیں بھی کھلے عام جلسے کرنے دو۔ پھر دیکھیں کہ عوام کن کے ساتھ ہیں۔ آپ نے کہا کہ اگر حکومت ملک میں امن و امان قائم نہیں کر سکتی تو اسے حکومت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں اسے فوراً مستعفی ہو جانا چاہیے۔

آپ نے فرمایا کہ جمعیۃ علماء اسلام ملک کی سالمیت اور ملک میں قرآن و سنت کے مطابق اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے لیے آخری دم تک اپنی جدوجہد جاری رکھے گی۔ اور کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ حضرت مفتی صاحب کی دعا پر ختم ہوا۔

صرف جمعیۃ علماءِ اسلام ملک کی بقاء و سالمیت کی علمبردار ہے

ٹنڈو آدم: جمعیۃ علماء اسلام ضلع سانگھڑ کا ماہانہ اجلاس ۱۹، اکتوبر شاہپور چاکر میں حضرت مولانا محمد حسن صاحب خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیر لاہوری قدس سرہٗ و امیر ضلع سانگھڑ کی صدارت میں ہوا۔ جس میں ضلع کی مختلف شاخوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ قاری محمد یوسف صاحب کی تلاوت کلامِ پاک سے اجلاس کا آغاز ہوا۔ محمد عرفان قادری ناظم اعلیٰ نے ضلع کا گوشوارہ پیش کیا۔ اور ابتدائی و ضلعی جمعیۃ کے عہدہ داروں کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ حاجی عبدالمجید صاحب ایڈووکیٹ نے انتخابی فہرستوں کے

نامکمل اور غلط اندراج پر ان کی دیکھ بھال پر زور دیا تاکہ ووٹ کا صحیح اندراج کرایا جا سکے حافظ جان محمد صاحب سالارِ ضلع نے رضاکاروں کی کارگردگی اور ان کی ذمہ داریوں پر گفتگو کی۔ آخر میں امیرِ ضلع مولانا محمد حسن صاحب نے اراکین سے خطاب کرتے ہوئے علماءِ حق کی قربانیوں پر تفصیلی خطاب کیا۔ مولانا نے فرمایا کہ یہی علماءِ حق ہیں جنہوں نے انگریزوں کے ناپاک قدم اس ملک سے اکھاڑے اور یہی علماءِ پاکستان کے عالمِ وجود میں آنے کے بعد اس ملک میں صحیح طور پر قرآن و سنت کے مطابق قانون کے نفاذ کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

اجلاس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں بھی پاس ہوئیں۔

۱۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک میں قرآن و سنت کے مطابق قوانین نافذ کر کے عوام کے حقوق کا تحفظ کیا جاوے۔

۲۔ یہ اجلاس سابق مفتی سندھ حضرت مولانا عبدالقادر لغاری رحمۃ اللہ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کی مغفرت اور پسماندگان کیلئے صبرِ جمیل کی دعا کرتا ہے۔

نظام شریعت کنونشن
اور
حکومت کی بوکھلاہٹ

نظام شریعت کنونشن گوجرانوالہ میں اسلامی نظام کے قیام سے متعلق تقاریر پر مقامی انتظامیہ نے جمعیۃ کے مقتدر رہنماؤں کے خلاف مقدمات درج کر لیے ہیں۔ قاید جمعیۃ مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ مولانا زاہدالراشدی صاحب، مولانا محمد لقمان صاحب قاری نورالحق قریشی جناب جاوید ابراہیم پراچہ اور عبدالمتین چوہدری سمیت تقریباً سترہ سرکردہ افراد کے خلاف امنِ عامہ میں خلل ڈالنے کا الزام لگا کر مقدمات درج کر لیے ہیں۔

حضرت مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہٗ اور مولانا عبیداللہ انور مدظلہ نے حکومت کے اس اقدام کی زبردست مذمت کی ہے۔ ہر دو حضرات نے حکومت پر واضح کیا ہے کہ اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈے نظام شریعت کا سدِراہ نہیں بن سکتے اور جمیعۃ ان کو پرِ کاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں دے گی۔ بلکہ نظامِ شریعت کے نفاذ کے لیے ہمہ قسم کی قربانیوں کے ساتھ منزلِ مقصود کی طرف رواں رہیگی۔

دعائے مغفرت

لائلپور: جمعیۃ علماء اسلام حلقہ ڈی ٹائپ کالونی کا ہنگامی اجلاس زیرِ صدارت مولوی محمد رفیق لدھیانوی منعقد ہوا اجلاس میں آغا شورش کاشمیری کی اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

مجاہدینِ جنگِ آزادی
اور
علماءِ حق کی واحد جماعت
جمعیۃ عُلمأ اسلام
کا رکن بن کر

پاکستان میں نظامِ شریعت کے عملی نفاذ کی کوششوں میں حصہ لیں۔ اور اپنے احباب کو بھی اس مقصد کے لیے رضامند کریں۔ ضلع ملتان میں ہر سطح پر ممبر سازی کا کام شروع ہو چکا ہے۔ تعاون فرمائیے۔

ممبر سازی کے فارم دفتر ضلع ملتان سے طلب کریں

رکن سازی آخر ذوالحج تک جاری رہے گی۔

منجانب: مولانا فضل الخالق، محمد یامین، عبدالشکور صاحبان، اراکین جمعیۃ علماء اسلام بٹہ سلطان پور۔

دنیا کی کثیر الاشاعت تبلیغی کتاب
تبلیغی نصاب عکسی و مجلد

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم کی شہرۂ آفاق اور لاثانی تصنیف کی مقبولیتِ عامّہ محتاجِ تعارف نہیں

عتیق اکیڈمی
نے اپنے مخصوص معیار اور اصول طباعت کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس عظیم کتاب کو شائع کرنے کا شرف حاصل کیا ہے

قیمت -/۲۴ روپے۔

اس کے علاوہ دینی، تبلیغی، اصلاحی اور درس نظامی کی جملہ کتب بارعایت طلب کیجیے

نوٹ: تاجروں کیلیے خصوصی رعایت ہے فہرست کتب مفت طلب کریں

ناشر: عتیق اکیڈمی ۲۴ B شاہ عالم مارکیٹ لاہور ملتان میں ملنے کا پتہ: مکتبہ شرکت علمیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان